www.novelsclubb.com
قلق
عینا فیصل
لائبہ سید Creations
ناولز کلب
محبت پالینے سے کھو دینے تک کا سفر

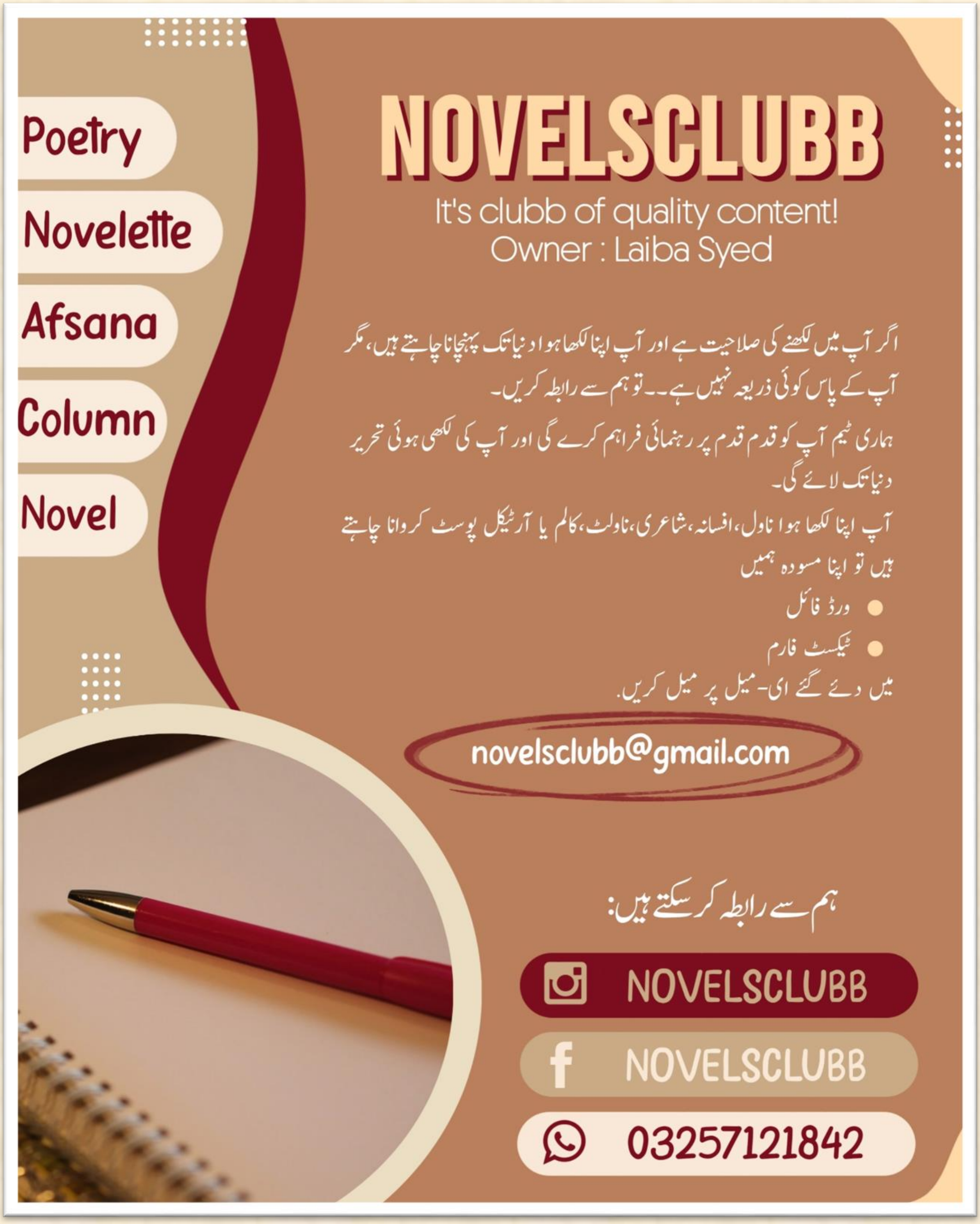
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

قلق

از قلم

عینا فیصل

Clubb of Quality Content

ناول " قلق " کے تمام جملہ حق لکھاری "عینا فیصل " کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب "کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر جس نے مجھے یہ صلاحیت دی کہ میں اپنے خیالات کو لفظوں کی شکل دے سکوں۔ میرے والدین کا شکریہ، جنہوں نے ہر لمحہ میری حوصلہ افزائی کی، اور میری دوستوں کا، جنہوں نے نہ صرف میری غلطیوں کی نشاندہی کی بلکہ ہر موڑ پر میرا ساتھ دیا۔

قلق میرے دل کے بہت قریب ہے، کیونکہ یہ میرا پہلا ناول ہے جو میں نے قلمبند کیا۔ یہ سفر میرے لیے سیکھنے اور محسوس کرنے کا ایک انوکھا تجربہ رہا، جو ہمیشہ میرے لیے خاص رہے گا۔ ہر کہانی کا ایک انجام ہوتا ہے، مگر کچھ کہانیاں دل میں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ قلق میرے لیے صرف ایک کہانی نہیں، بلکہ ایک خواب کی تکمیل ہے۔ اس سفر میں جہاں الفاظ بُنتے رہے، وہیں میں نے خود کو بھی دریافت کیا۔ میرا پہلا تخلیقی سفر—ایک ایسا سفر، جو ہمیشہ یاد رہے گا۔

قلَق

محبت پا لینے سے کھو دینے تک کا سفر

قلق

لاہور شہر ہے زندہ دل والوں کا

یہاں کی روایات قدیم لوگ عظیم

---

[1]

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قسط نمبر ۱

شام ساڑھے چار بجے

شہر: لاہور

دسمبر کی ڈھنڈ میں عام لوگ گھروں کو رہنا پسند کرتے ہیں لیکن یہ لاہور ہے اور یہاں کے لوگ کبھی عام نہیں ہو سکتے۔اسی شدید ٹھنڈ میں وہ دونوں شالامار باغ میں چہل قدمی کر رہے تھے. داؤد ایک 23 سالہ خوش شکل گندمی رنگت اور سیاہ گہری آنکھوں والا نوجوان۔ اس وقت مہرون پولو شرٹ کے ساتھ ہلکی بھوری پینٹس اور کالی جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ جس کو دیکھ کر کسی کو بھی اپنی نظر ہٹانے میں مشکل ہو سکتی تھی۔دوسری طرف ریّان؛ داود کا خالہ زاد بھائی اور سب سے قریبی دوست، ایک 21 سالہ صاف رنگت کا حامل نوجوان؛ اس وقت اس نے گہری نیلی شرٹ پر کالی ہوڈی کے ساتھ جینز پہنی تھی۔اس کی آنکھوں سے زیادہ خوبصورت شاید ہی اس دنیا میں کچھ ہو، نفیس شکل پر خوبصورت پلکوں سے گھری بڑی بڑی

آنکھیں، وہ اپنی باتوں اور پر سکون لہجے سے سب کے دلوں میں گھر کر لیتا تھا۔ مختصر یہ کہ وہ دونوں اپنی مثال آپ تھے۔

"سہی میں یار! دسمبر میں تو تمہارا لاہور آدھا نظر ہی نہیں آتا" ریان نے داؤد کو تنگ کرنا چاہا.

"او چل اوئے!! لاور لاورا ے!! اس دھند کی وجہ سے ہمارا پیارا سا حسین سا کیوّٹ سا شہر دھندلا تو جاتا ہے مگر اس کی شان و شوکت اور وقار واضح ہی رہتا ہے! ہمارے شہر جیسا کچھ نہیں اس دنیا میں۔" داؤد کی آنکھوں میں چمک اور لہجے میں جوش بھر آیا اور یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں تھی لاہوری ایسے ہی ہوتے ہیں محبِ وطن ہو یا نہ ہو محبِ لاہور ضرور ہوتے ہیں.

"اب ایسے منہ کھول کے کیا دیکھ رہا ہے" داؤد نے ریان سے پوچھا جو حیرت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا.

"کچھ نہیں بھائی بس یہی دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے شہر کو لے کر کتنا پوزیسو ہے۔ میں نے سنا تھا کہ دھرتی ماں جیسی ہوتی ہے آج دیکھ بھی لیا لیکن شاید تو نے یہ دھرتی تیرے بچوں کی ماں جیسی سوچ رکھی ہے۔ پیارا سا؟ حسین سا؟ یہاں تک تو ٹھیک تھا کییییووٹ سا بھی" ریان قہقہ لگا کر ہنسا۔

"میرا اناسر کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرے۔۔۔پیارے۔۔۔بھائی!!!"داؤد اس کے دونوں گالوں کو تھپکتے ہوئے چبا چبا کر بولا۔

"اچھا اچھا بس!گھر کو چل اب آدھے گھنٹے سے چل رہے ہیں۔اب تو تونے جو برگر کھلایا تھا وہ بھی ہضم ہو گیا ہے"ریان منہ بسیر کر بولا.اور انہیں باتوں کو جاری رکھتے ہوئے وہ گھر کے لیے نکل پڑے۔

اس گھر سے بہت سی آوازیں آرہی تھیں اور آتی بھی کیوں نہ آخر کزنز اکٹھے ہوئے تھے پتا تو چلنا چاہیے۔ایک کمرے میں تمام بڑے چائے کا مزا گپ شپ کے ساتھ لے رہے تھے تو دوسری طرف شاید سب کزنز کی محفل جمی ہوئی تھی۔چلیں ہم خود ہی اس کمرے کا دورہ کر لیتے ہیں جہاں 4 لڑکیاں بیڈ پر بیٹھ کر لڈو کھیل رہی تھیں تو دو کونے والی چارپائی پر لیٹی فون پر اون لائن سٹورز کی چھانٹی کرنے میں مصروف تھیں۔

"کیا کیا کیا؟یہ تونے کیا کیا ہے؟بہن ابھی تو گوٹی تھی ہی نہیں اِدھر۔"عائشہ نے آنکھیں سکیڑ کر لڈو کو دیکھتے ہوئے قدرے ناگواری سے کہا.

"جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے عائشہ کی بچی!تمہارے سامنے میں نے گوٹی یہاں

سے اٹھائی ہے۔اب تمہاری گوٹی مرتی ہے تو چیٹنگ کرو گی؟" فاطمہ نے تیش سے کہا۔

"ہا! میں چیٹ کر رہی ہوں؟" عائشہ نے لڈو کو فولڈ کر کے سارا کھیل خراب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور بس یہاں فاطمہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور وہ دونوں ایک دوسرے کی بوٹی بوٹی نوچ دینے کی نیّت سے کھڑی ہو گئیں۔غصے کے مارے زور زور سے سانس لیتے وقت ان کے سروں میں بس اتنا ہی فاصلہ تھا کہ زرا سے دھکے پر ان کے ماتھے ٹکرا سکتے تھے۔

""" آئے ہائے لڑو تو نہ۔" سارہ نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر نہایت غیر ضروری مداخلت کی.

اور سارہ کی یہ آواز سنتے ہی وہ دونوں زوردار چیخ ایک دوسرے کے گوشِ گزار کر کے کمرے سے باہر ہو لیں اور سب جانتے تھے کہ اتنی پکی لڑائی کے بعد یہ دونوں بہنیں زیادہ سے زیادہ ۲ گھنٹے ہی بات نہیں کریں گی۔

"اسلام علیکم!" داؤد اور ریان نے بروقت سلام کیا۔

"چلو اچھا ہے بچے آ گئے۔" سدرہ نے میرب کے ہاتھوں سے چائے کے برتن پکڑتے ہوئے

کہا۔

"امی! زرا ادھر آئیں بات سنیں!" عائشہ نے میرب کو دروازے کی اوٹ میں چھپتے ہوئے آواز دیتے ہوئے فاطمہ کی شکایت لگانے کا سوچا ہی تھا کہ پیچھے سے اس کے سر پر ریّان نے ایک زوردار چپٹ رسید کی۔

"ریّان! تمہیں تمیز ہے؟" عائشہ نے اپنا سر ملتے ہوئے غصّے سے کہا۔

"نہیں مجھے تو بھوک ہے۔" ریان نے کمرے میں جاتے ہوئے نہایت سکون سے جواب دیا۔

"پھر سے؟" داؤد نے آبرو اچکا کر پوچھا جس کا ریان پر تازہ تازہ آٹھ، سو لگانے کا دکھ تازہ ہی تھا۔ بھلے ہی داؤد نے بھی کھانے کے ساتھ بھرپور انصاف کیا تھا لیکن انسانی سائکی کے مطابق ریان ہی پر سارہ خرچہ ہوا تھا۔

ابھی ریّان کوئی سخت جواب دیتا ہی کہ مریم صاحبہ نے انہیں ٹوک دیا۔

"آہاں! داؤد۔"

"اوہ معاف کر دیں ماتا جی. آپ کے اکلوتے بھانجے کی شان میں گستاخی کر دی۔" اس نے سر جھکا کر دونوں ہاتھ اپنی ماں کے آگے باندھے اور سب اُس کی اِس حرکت پر ہنس دیے۔

"داؤدی ؟ادھر آؤ بات سنو!!"امر فاطمہ نے کمرے سے باہر جاتے ہوئے کہا

-

کمروں کے درمیان ایک اوپن کچن تھا. وہ چھوٹی آنکھوں والی، بھرے بھرے ہونٹ اور واضع نقوش کی حامل دراز قد لڑکی اس وقت کالی شلوار قمیض کے اوپر لال ڈوبٹّا اوڑھے تھی جس سے اس کی ہلکی ویوی زلفیں باہر آرہی تھیں۔اس نے دونوں ہاتھ اپنی اوورسائزڈ ڈینم جیکٹ میں اڑسے ہوئے تھے۔

"ہاں بول ؟"داؤد سامنے شلف پر پڑے جگ سے پانی ڈالنے لگا۔

"ابھی 15 منٹ میں ہم سب کزنز فوٹرس جانا چاہ رہے ہیں"امر نے آنکھیں معصومیت سے پٹپٹائیں.

"ہاں تو چاہی جاؤ مجھے کیا میں نے کونسا جانا ہے."داؤد شانے اچکا کر بظاہر لاپرواہی سے کہنے کے بعد پانی کے گھونٹ بھرنے لگا۔

امر نے داود کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی مسکراہٹ گہری کرلی۔

ٹھیک بیس منٹ بعد وہ اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہورن دے رہے تھے۔ان

دونوں سفید گاڑیوں کا یہ سفر یقیناً بہترین ہونے والا تھا. تمام لڑکیوں کا جُھنڈ پانچ منٹ مزید ہارن دبانے کے بعد آخر کار نکل ہی آیا تھا۔

"اوہ چلیں چلیں بھائی. "نمرہ نے اوور ایکٹنگ کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے کچھ اس انداز میں کہا جیسے کسی نہایت اہم جگہ پہنچنے میں دیر ہو رہی ہو۔

"ہاں ہاں چلو نمرہ لیکن واپس گھر نہ ہی تمھاری ابھی عمر ہے اور نہ ہی گاڑیوں میں جگہ. "داود نے بغیر کسی تمہید کے اپنی سب سے چھوٹی بہن کو منع کر دیا تھا۔

نمرہ ماما جی کی صدائیں لگاتی روتے ہوئے واپس چلی گئی۔

حمنہ ریان کی گاڑی کی بیک سائیڈ کا دروازہ کھولے کھڑی تھی اور اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر نمرہ کو دیکھتے ہوئے اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی کہ اس کی نظر اپنے بڑے بھائی ریان پر پڑی جو بیک ویو مرر سے اسے زبردستی کی مسکراہٹ سے ایسے دیکھ رہا تھا کہ وہ سب سمجھ گئی۔

"مجھے پتا تھا یہ دونوں ہمیں لے کر ہی نہیں جائیں گے. "حمنہ رونے کے ساتھ ساتھ اپنے پاؤں پٹخ کر ناراضگی کا اظہار بھی کر گئی تھی۔

"اچھا چلو! میں، سیماب اور عائشہ، فاطمہ داؤد کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں باقی دیکھ لو." سارہ کہہ کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

"میں نے اس کے ساتھ نہیں بیٹھنا۔" فاطمہ عائشہ کی طرف دیکھ کر داؤد کی گاڑی کا دروازہ کھول کر سارہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"جی اور مجھے بھی کوئی شوق نہیں." دوسری طرف بھی عائشہ تھی اور وہ پورے جوش سے ریان کی گاڑی کا دروازہ کھول کر اس میں براجمان ہو گئی۔

اب ریان کے ساتھ عالیان، ابراہیم اور عائشہ بیٹھے جبکہ داود کے ساتھ سارہ، فاطمہ اور سیماب بیٹھے۔

"میں ریان کے ساتھ بیٹھ جاتی ہوں." امر نے سارہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہیلو! باجی جی آپ نے شاید مجھے بولا تھا باہر جانے کا اب عزت سے یہ فرنٹ سیٹ پر آ جائیں اور زرہ جلدی کریں کہیں نمرہ اور حمنہ اپنی اپنی امیوں کے ساتھ نہ آ جائیں۔" داود نے تنظیہ انداز میں امر سے کہا اور امر بھی آ کر بیٹھ گئی کیوں کہ دونوں گاڑیوں نے ہی کسی ہوائی جہاز کا مقابلہ کرتے ہوئے منزل پر پہنچنا تھا۔

Clubb of Quality Content

"چلو اترو۔" ریان نے گاڑی سے پارک کرتے ہوئے سب کو کہا۔ لیکن اندر بیٹھے لوگ اندر سے ہل چکے تھے سوائے عالیان کے کیوں کہ وہ بھی ریان کی ہی عمر کا تھا اور یہ عمر عموما لڑکوں کی شوخ عمر ہوتی ہے۔

"آئے میرے تو پھیپڑوں کی ہوا ہی نکل گئی ہے سارہ جی۔" فاطمہ نے سیماب کے منہ کو دونوں ہاتھوں سے ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"پیچھے ہاتھ کر مر میں سیماب ہوں آگے ہی میرا سانس اٹکا ہوا ہے۔" سیماب نے اس کا ہاتھ اپنی ناک پر سے جھٹکتے ہوئے ہانپتے ہوئے کہا۔

"کار فور چلو پہلے میں نے ایک دو چیزیں لینی ہیں۔" سارہ نے کہا جس کی یہ تجویز سیماب، عائشہ اور فاطمہ کو بہت پسند آئی تھی۔

"لو جی ! بس مجھے پہلے ہی پتا تھا سا جی نے یہی حرکت کرنی ہے." عالیان نے منہ بسیرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو اب تم سارے جاؤ شاپنگ کر آؤ یہ زرا مجھے، عالیان اور داود کو کوئی کام ہے ہم آتے ہیں۔" ریان نے عالیان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"لو جی ! یہ مجھے پتا تھا۔" ابراھیم پاؤں پٹختے ہوئے آگے جاتے جاتے اپنا فریضہ بھی بخوبی نبھا گیا تھا۔

"اچھا باجی بھی ہمارے ساتھ ہی ہے تو اپنے فون اون رکھنا، ساتھ ساتھ ہی رہنا۔" داود سب کو ہدایات کرنا نہیں بھولا جس طرح عائشہ اور فاطمہ اپنے بڑے بھائی سے پیسے لینا نہیں بھولیں۔ سارہ اور سیماب نے بھی امر کے آگے اپنے ہاتھ پھیلا لیئے۔

"شکر ہے حمنہ کو گھر چھوڑ کے آیا ہوں۔" ریان نے پیسے بچنے پر شکر ادا کیا اور اسی وقت ابراھیم نے ریان کو گلے لگا کر چاپلوسی کی ہر حد پار کرتے ہوئے کہا:

"آپ کے ساتھ ہوتا ہوں تو لگتا ہے میرا بھی کوئی بڑا بھائی ہے. ریان بھائی !"

"ریان بھائی کی جان اس بار 2000 دے رہا اور اگلی بار لانا ہی نہیں تجھے۔" ریان نے ابراھیم کے گال تھپکتے ہوئے کہا۔

"کنجوس آدمی 4000 تو دیں." ابراھیم نے منہ بسیرتے ہوئے کہا تو ریان کو جیب ڈھیلی کرنی

ہی پڑی۔

اور ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ چاروں جوائے لینڈ کے پیچھے والے کے ایف سی میں بیٹھے اپنے برگرز انجوئے کر رہے تھے۔

"ہم نے آپ سب سے ایک مشورہ کرنا تھا۔" قاسم صاحب نے گلا کھنکار کر بات کا آغاز کیا۔

"اللہ خیر کرے۔" عافیہ صاحبہ کے چہرے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

"جی جی بھابھی! وہ ریان کے رشتے کے بارے میں بات کرنی تھی۔" مریم صاحبہ پر سکون تھیں۔

"مصطفیٰ نے مناہل کے لیے ریان کا پوچھا ہے۔میں نے بولا کہ سب سے مشورہ کر کے بتاتا ہوں۔" قاسم صاحب کے تاثرات سپاٹ تھا۔

"تم دونوں نے ریان سے پوچھا ہے؟" میرب نے مداخلت کی۔

"نہیں ابھی آپ لوگوں سے ہی مشورہ کر رہے ہیں پھر کسی نتیجے پر پہنچیں تو بچوں سے بھی

Clubb of Quality Content!

بات کرتے ہیں۔" قاسم صاحب کی بات سن کر کچھ لمحوں کے لیے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ پھر شارک صاحب نے اس خاموشی کو توڑا

"رشتہ بہت پیارا ہے مناہل ہمارے گھر کی بچی ہے۔ کوشش کرنا کہ رشتہ ہو جائے۔"

"ہاں مریم مناہل اور ریان کی جوڑی بھی بہت پیاری لگے گی۔" علی صاحب نے مسکرا کر مداخلت کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اتنی دیر میں گھر کے تمام منگولوں کی آمد ہو گئی اور سب نے اجتمائی سلام کیا۔

"چار لڑکے گئے تھے ابو اور ہم اپنا سامان خود اٹھا کر لائیں ہیں۔" سیماب نے شارک صاحب کو مخاطب کیا اور بڑے بڑے دو شاپر زمین پر رکھ کر بیٹھ گئی۔

"کیوں جی! عالیان بھائی کدھر تھا۔" انہوں نے اپنی پسندیدہ اولاد سے پوچھا تو سارہ کے ساتھ ساتھ آتے عالیان نے منہ بسیرتے ہوئے اپنا حصہ بھی ڈال ہی لیا

"ہاں تو بابا سامان بھی تو ماشاللہ جہیز کا لے کر آئی ہیں نا یہ سب محترمائیں۔ اپنا اپنا اٹھائیں."

"آئے ہائے! میں تو سونے لگی ہوں۔" سارہ کی تھکن اس کے چہرے سے واضع تھی تمام لوگ اس کے ساتھ ہی اپنی اپنی نیند پوری کرنے نکل پڑے۔

عائشہ اور فاطمہ سب سے پیچھے تھیں جڑواہونے کی وجہ سے وہ ہمیشہ ایک ہی چیز لیتی تھیں اور پھر اس کا بٹوارہ ہوتا تھا۔اس طرح زیادہ چیزیں آجاتی اور ان کے درمیان صلح رہتی۔

داود،امر اور ریان یہ تینوں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ داخل ہوئے اور ہمیشہ ساتھ ہی دیکھے جاتے تھے۔اپنے اپنے گھروں کے بڑے بچے اور سربراہ۔ان کی زندگی بہت آسان ہوتی تھی خصوصا جب وہ ساتھ ہوتے تھے یا شاید بس تب ہی جب وہ ساتھ ہوتے تھے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ اکبر اللہ اکبر

فجر کی اذان سن کر جہاں تہجد پڑھتے ریّان نے اپنے دعا والے ہاتھ منہ پر پھیر کر آمین کہا۔ تو دوسری طرف داؤد کا الارم چوتھی مرتبہ بجنے لگا اور وہ گنودگی میں ہی بستر پر اسے ٹٹولنے لگا۔ عالیان ابھی وضو کر کے آیا ہی تھا کہ داؤد کے الارم کی گھنٹی ایک مخصوص رنگٹون میں تبدیل ہو گئی جسے وہ ہزاروں لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ امر کا نام سکرین پر جگمگا رہا تھا۔

"ہاں بیٹے کھل گئیں آنکھیں؟" امر اپنے بڑے ہونے کا روب کم از کم داؤد پر تو جما ہی سکتی تھی اور وہ کبھی اس لڑکی کا مان نہیں توڑ سکتا تھا۔

"ہاں میں تو وضو کرنے ہی جا رہا تھا۔" داؤد نے اٹکتے ہوئے وضاحت دی ہی تھی کہ

"جھوٹ بول رہا ہے یہ امر آپو" پیچھے سے عالیان کی آواز نے اسے فون کاٹنے پر مجبور کر دیا۔

اور فجر کے بعد داؤد صاحب پھر سے سو چکے تھے لیکن اس بار عالیان اور ریان بھی اس کے ساتھ بیڈ پر آڑھے ترچھے پڑے تھے۔

صبح تقریباً 8 بجے کا وقت تھا جب ابراہیم نے زور نے دروازے پر دستک دی تو عالیان نے بازوؤں میں دبوچا ہوا سرہانہ دروازے کی جانب پھینکتے ہوئے اسے تیش کے عالم میں جھڑکا

"وحشی آدمی انسانوں کی طرح نہیں بجا سکتا تو؟"

داؤد پہلے ہی بیٹھ کر پانی پی رہا تھا جبکہ ریان جوں کا توں تھا۔

"اسے کل رات کو ماموں ممانی کے کمرے میں بھیج دیا تھا اس کی فرسٹریشن ہے۔"

"اب تو میں چاچو علی یا چچی عافیہ کو بولوں گا کہ مجھ کو گھر ہی چھوڑ کے آیا کریں" عالیان اپنی بات مکمل کی اور ریان کو جھنجھوڑنے لگا "اٹھ تو بھی اٹھ"

"پانی میں تیرا منہ توڑ دوں گا۔" اس کی جھنجھلاہٹ بھی جائز تھی۔ اور ابراہیم جو کان لگا کر ان کی باتیں سن رہا تھا اب پھر سے حرکت میں آگیا تھا۔ "باہر آؤ داؤد اور عالیان بھائی جا کر ناشتہ لے کر آؤ اور ریان بھائی آپ کو مریم پھپھو بلا رہی ہیں۔" یہ بول کر وہ بھاگ گیا کیونکہ اسے بھی پتا تھا کہ دروازہ کھولنے جو بھی آئے گا اسے مارے بغیر نہیں جانے دے گا۔

ساڑھے آٹھ بجے تمام لوگ نان چنے اور حلوہ پوری کھانے میں مگن تھے۔

"آج 29 تاریخ ہے نہ؟" داؤد نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا تو شارک صاحب نے ہاں میں

جواب دیا۔ ساتھ ہی پوری توڑتے ہوئے امر کی نظر گم سم بیٹھے ریان پر پڑی۔ اس نے کونی مار کر داود کو مخاطب کیا

"داود ی ؟لگدا اینو پپھو نے دس دتا اے"

"آہو سویرے ابراہیم بلان آیا تے سی کہ خالہ نے بلایا اینو" داود کا انداز بھی سرسری سا تھا جس کے ہاتھ میں نان کا ٹکرا چنوں میں ڈوبنے کے لیے بے تاب تھا۔

"اہم اہم ریان کیا سوچ رہے ہو" وہ جو ٹرانس کی سی کیفیت میں تھا امر کے مخاطب کرنے پر فوراً سنبھل گیا اور اپنے ریان ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے بولا

"یہی سوچ رہا ہوں امر آپی کہ تم لاہوریوں کا قومی ناشتہ اتنا برا بھی نہیں ہوتا ویسا" امر جو کہ اس کو چھیڑنے کے موڈ میں تھی فوراً تپ گئی اور دانت چبا چبا کر بولی

"تجھے لاہور سے مسئلہ کیا ہے گدھے جب بھی موقع ملے دو جگتے لگا دیتا؟"

داود کی دائیں جانب بیٹھے ریان کا منہ کھلنے ہی والا تھا کہ دروازے پر دستک ہونے لگی اور سب سے چھوٹے ہونے کی وجہ سے یہ فریضہ ابراہیم کو ہی سرانجام دینا تھا۔ مصطفی صاحب اپنی بیگم اور دونوں بیٹیوں کو لے کر پہنچ چکے تھے۔ داود اور امر نے شرارتی مسکراہٹ کا تبادلہ

کیا۔

مصطفی صاحب کے ہاتھوں میں کچھ پھلوں کے شاپر تھے جبکہ صائمہ صاحبہ گورمے بیکری کے لوزمات لائیں تھیں اور مناہل نے ایک چھوٹا سا بیگ پکڑا تھا۔ان کے آتے ہی جیسے گھر میں چار چاند لگ گئے تھے سب لوگ کھڑے ہو کر مل رہے تھے سوائے امر اور داود کے جن کے لئے کھانے سے پہلے کچھ نہیں ہو سکتا۔ان کے برعکس ریان دنیا کا سب سے مہذب لڑکا ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ہاتھ باندھ کر نظریں جھکائے کھڑا تھا۔ناشتے سے فارغ ہو کر تقریباًدس بجے تمام بڑوں کی محفل دوبارہ سج گئی، لیکن اس بار کمرے کے کونے میں امر اور داؤد بھی موجود تھے۔ان کے ساتھ ،صوفے پر نظریں جھکائے،نہایت معصومیت سے بیٹھے ریان اور مناہل بھی خاموشی سے محفل کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ مناہل نے ہلکے گلابی رنگ کی گھٹنوں تک آتی کامدار فراک اور سفید سادہ ٹراؤزر کے ساتھ سفید اور گلابی دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا،جبکہ ریان نے سادگی اور وقار کا امتزاج لیے سفید شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی۔

"سچ میں ان کا رشتہ پکا ہو رہا ہے؟"داود کی آنکھوں میں ریان کے لیے بے پناہ محبت اور اپنا پن تھا۔

"ہاں! ہم کتنے جلدی بڑے ہو گ ئے داود ی ہم کتنے جلدی بڑے ہو گ ئے."

"آئے ہائے وہ بات نہیں ہے مجھے تو یہ بات نہیں ہضم ہو رہی کہ ان کا بیاہ ہونے کو ہے جبکہ عمر شادی کی میری ہے."

"ہائے میرا بیچارہ دوست! تو لے آ اپنی ان سات آٹھ دوستوں میں سے ایک اور ملوا دے پپھو میرب سے بول دے داؤد محمود اسی سے شادی کرے نہیں تو مر جائے گا."امر کا انداز ڈرامائی تھا۔

"اف توبہ مریں داؤد کے دشمن! داود محمود کے پاس 8 بیک اپ پلانز تو آپ کے مطابق ہی موجود ہیں۔"اس نے جھر جھری لیتے ہوئے کہا۔

"تو نہیں ہیں کیا؟ ہیں؟ جیسے مجھے پتا نہیں کچھ."

"مس امر فاطمہ بنت شارک صاحب یہ محبت وحبت کچھ نہیں ہوتا۔ سب بکواس ہے اور نو وَن اِز وَن وُمَن مین ایٹ لیسٹ ایسے کسی شخص کو میں نے تو نہیں دیکھا جو ایک عورت کے

پیچھے سب کچھ بھول جائے۔" امر نے سن کر سر کر نفی میں ہلایا جیسے کہہ رہی ہو کہ اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

مبارک ہو! امر مٹھائی دو سب کو سدرہ صاحبہ کی آواز پر دونوں سیدھے ہو گئے۔

"حد ہے ایک تو تمہاری باتوں میں سنا بھی نہیں کچھ میں نے۔" وہ داود سے مخاطب تھی اور جی کہتی ہوئی مٹھائی کھلانے لگی پھر بیس منٹ تک نئے جوڑے کے ساتھ ان دونوں نے سب کا فوٹو شوٹ کیا اور آخر میں عجیب غریب سیلفیز کے ساتھ محفل برخواست ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو بھی ریان بھائی۔" حمنہ اپنے بھائی کے کندھے کو جنجھوڑتے ہوئے التجائی انداز میں کہہ رہی تھی۔

"ریان بھائی پلیز نا۔" نمرہ کے حصے میں دوسرا کندھا تھا۔

"آرام سے سب کے سب نو دو گیارہ ہو جاؤ یہاں سے۔" وہ ان کے علاوہ اپنے کزنز کی باقی پلٹون کے ساتھ بھی مخاطب تھا جو اس کے آس پاس جمع تھی۔ اتنی دیر میں امر اندر داخل

ہوئی اس کے ہاتھ میں سالٹڈ مونگ پھلیوں کا پیکٹ تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" اس نے کونے میں بیٹھے داود سے کہا جو سکون سے اپنے موبائل پر مگن تھا۔اور ساتھ وہ پیکٹ بھی اس کی طرف کر تھا۔

"یہ سب ریان کو باہر لے جا کر ٹریٹ دینے پر امادہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں. تمہیں تو مونگ پھلی پسند ہی نہیں؟"

"اسی لیے تو تمہیں دی ہے۔"

"چلو بھئی بچوں عقل کو ہاتھ مارو اور آدھے جاؤ مناہل کے پاس۔اب تم لوگوں کے ریان بھائی کی ڈور مناہل آپی کے پاس ہے۔" بس امر کے یہ بات کرنے کی دیر تھی کہ سب بھاگ پڑے۔

"ارے ادھر آؤ کوئی نہیں جا رہہ کہیں۔کیسی باتیں کر رہی ہیں امر آپی یار آپ۔اوئے ادھر آ تو کدھر جا رہا ہے۔" ریان نے ابراہیم کی قمیض کھینچ کر اسے واپس بٹھایا۔اتنے میں ہی سیماب واپس آ گئی۔

"مناہل بول رہی ہے چلو کہاں جانا ہے۔"

"ادھر آنا تجھے کتنی جلدی ہے۔" اس بار ابراہیم ہی تھا جو جانے کے لیے ابھی اٹھا ہی تھا۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد سب گاڑی کے سامنے حساب لگا رہے تھے کہ کون کون کیسے بیٹھے گا۔

"نمرہ، حمنہ، عائشہ فاطمہ اور سارہ میرے ساتھ پیچھے بیٹھ جاتے ہیں باقیوں کو تو لے جا؟" داؤد گاڑی کا دروازہ کھولے ریان سے مخاطب تھا۔

"دیکھ لو پورے آجاتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں مصطفیٰ چاچو سے گاڑی چابی لے آتا ہوں؟"

عالیان کے مشورہ پر ریان نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں نہیں یانی یار آجائیں گے پورے۔" ریان نے اپنے ہونٹ کترتے ہوئے کہا۔

"کیسے آجائیں گے یار تو خود دیکھ۔ ایسا کرتے ہیں دو لقگ بائیک پر ہو جاتے ہیں۔ میں بائیک لو کر آتا ہوں ایک آجائے میرے ساتھ۔"

یہ بات سن کر ابراہیم کی خوشی کی انتہا نا رہی۔ ہمیشہ عالیان کے گاڑی چلانے پر ریان اور ریان کے گاڑی چلانے پر عالیان فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے تھے۔ آج اس کی یہ ان کہی خواہش بھی پوری

ہونے چلی تھی۔

"اچھا چلو اب۔آجاؤ نمرہ، حمنہ، سارہ اور سیماب کو میں لے جاتا ہوں عائشہ فاطمہ کو تم بٹھالو اور امر تو میرے ساتھ ہے ہی؟"

"ہاں ٹھیک ہے چلو آجاؤ میرے ساتھ جس جس نے جانا ہے۔"

"آجا جانی تو میرے ساتھ ہے۔" عالیان نے پیچھے سے ابراہیم کا کالر پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا اور ابراہیم جو فرنٹ سیٹ کا دروازہ پکڑ کر کھڑا تھا ایک دم بدمزہ ہوا۔

"قسم سے اگر یہ لوگ مجھے گھر چھوڑ کے نا چلے جائیں تو میں ایسی ایسی باتیں کروں یاد رکھیں سب۔" ابراہیم بائیک پر بیٹھتے ہوئے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھ لو اب یار یہ کوئی طریقہ ہے ان کا؟ اسی پاگل آں پندرہ منٹاں توں انتظار کر رئے آں۔" داؤد غصے میں ریان کا نمبر ملاتے ہوئے بولا۔

"ہاں جناب جی پھر لاہور سے باہر تو نہیں نکل گئے آپ؟ (تھوڑے وقفے کے بعد) حد

ہے ویسے یار! جلدی پونچ۔"

"کیا کہہ رہے تھے بھائی؟"حمنہ کے کہنے پر داؤد کی ناگواری میں اور اضافہ ہو گیا۔

"بیٹے منگنی ہو گئی ہے اب اس کی کہہ رہا تھا سب کو میں نے رکشے پر بٹھا دیا ہے وہ آتے ہو گے خود میں اور مناہل آئسکریم کھانے جا رہے ہیں۔"

نمرہ نے ناک منہ چڑھا کر رخ پھیر لیا کہ سب اندر آ گئے۔

"آؤ جی۔ شکر ہے اللہ کی ذات کا سہی سلامت پہنچ آئے ہو سب۔ اٹھ جاؤ اب واپس جانے کا ٹائم ہو گیا ہے."

"اوہو داؤد بھائی! ہم لیٹ نہیں ہوئے آپ نے ہمیشہ کی طرح وہی 180 کی سپیڈ سے گاڑی چلائی ہو گی اور ریان بھائی نے آج اتنے ستھرے طریقے سے 80 کی سپیڈ پر چلائی ہے کہ مزہ ہی آ گیا۔ کہہ رہے تھے اوڈر کرو جو کھانا ہے۔"فاطمہ کی بات پر امر، داؤد اور عالیان کے چہرے پر معانی خیز مسکراہٹ آ گئی۔

"اور وہ گدھا ہے کہاں؟"داؤد نے قدرے ناگواری سے کہا۔

"وہ گاڑی پارک کر رہے تھے اور مناہل باجی بھی شاید ادھر ہی رک گئی تھیں۔"عائشہ نے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مینیو کا جائزہ لیتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا پھر ٹھیک ہے!" داؤد کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔اور وہ امر کے ساتھ مینیو کارڈ میں کوئی خاصی مہنگی چیز ڈھونڈنے لگا۔

ریان گاڑی پارک کر کے نکل رہا تھا کہ اس نے مناہل کو گاڑی کے پاس کھڑے پایا۔وہ ہاتھ باندھے ریان کا انتظار کر رہی تھی اور جب اس نے دیکھا کہ ریان باہر آگیا ہے تو وہ آگے چلنے لگی۔

"مناہل بات سنیں۔"اف کیا تھا یہ لڑکا اس کی آواز میں اتنی عزت اور نرمی کیوں ہوتی تھی کہ مناہل کا دل دھڑکنا بھول جائے۔ابھی وہ ایک پل کو ساکت ہوئی اور پھر دھیرے سے پیچھے کو مڑی۔

"جی؟"اس کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔کیوں تھی وہ ایسی۔اس لڑکی میں ایسا کیا تھا جو ہمیشہ ریان کو کنفیوز کر دیتا تھا۔وہ تو بس عام شکل و صورت کی حامل چھوٹی چھوٹی آنکھوں والی مناسب قد کی لڑکی تھی لیکن اگر دیکھنے والی آنکھ ریان کی ہو تو اس سے زیادہ حسین کچھ بھی نہیں تھا۔

Clubb of Quality Content

"آپ بہت پیاری ہیں مناہل بہت زیادہ۔سب کزنز میں سب سے کم آپ سے ملنا جلنا ہوا ہے۔اس لیے کچھ زیادہ پتا بھی نہیں آپ کے بارے میں اور جیسا کہ کل آپ لوگ واپس چلے جائیں گے تو وقت بھی نہیں اتنا کہ تمہیدیں باندھوں۔"اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے ایک ڈبیہ نکالی۔

"یہ میری طرف سے ام۔۔۔تحفہ اور دوسرا والا میں گھر جا کر آپ کے بیگ کے ساتھ رکھ دوں گا۔مجھے بالکل ایکسپیر ئینس نہیں لڑکیوں سے کس طرح بات کرنی ہے یا کیسی چیزیں آپ کو پسند آئیں گیں لیکن میں نے پوری کوشش کی کہ "

"یہ بہت خوبصورت ہے ریان۔"مناہل نے چاندی کی بریسلیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں کوشش کروں گا مناہل۔میں آپ کا بہترین محافظ بنوں،بہترین گارڈئین بنوں،بہترین دوست بنوں اور بہترین ساتھی بنوں۔"یہ کہہ کر ریان نے نظریں اٹھائیں تو مناہل کو دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔اس نے مناہل کی طرف ایک دو قدم بڑھائے جس کا چہرہ واضع طور پر لال ہو چکا تھا اور ہلکا سا جھک کر اس کے کان کے پاس شرارتی انداز میں سرگوشی کی:

"آپ بہت خوبصورت ہیں مس مناہل مصطفیٰ مگر آپ شرماتے ہوئے خوبصورت ترین لگتی ہیں مِس مناہل ریان۔اور اگر آپ یہ بریسلیٹ پہن لیں گیں تو مجھے اچھا لگے گا." یہ بول کر وہ رکا نہیں چل دیا مگر اتنی آہستہ رفتار میں کہ مناہل اس کے ساتھ ہی ہو۔وہ یہی تو چاہتا تھا کہ مناہل اس کے ساتھ ہی ہو ہمیشہ۔

جب وہ دونوں اندر گئے تو ریان کی توقع پر پورا اترتے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔داود سالاد میں سے کھیرا منہ میں ڈال رہا تھا اور امر نان کا نوالہ بنانے میں مگن تھی جب ان کی نظر اس نئے جوڑے پر پڑی۔

"بس اب تو ہم اٹھنے والے ہیں۔تم لوگ اب گھر جا کر ہی کھانا۔" امر نے نان اور ملائی بوٹی کا نوالا بنا کر منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔حیرت کی بات یہ تھی کہ ریان نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور مسکراتا ہوا عالیان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"دیکھا امر فاطمہ جی کیسے لڑکیوں کے آنے سے لڑکے سیدھے ہو جاتے ہیں۔بس اسی لیے میں شادی نہیں کر رہا۔" داود نے امر کے کان میں سر گوشی کی۔

"دیکھ ہی رہی ہوں میں لیکن لڑکیاں کبھی لڑکوں کو سیدھا نہیں کرتیں داؤدی۔وہ بس ان

کے دلوں میں ڈر ڈال دیتی ہیں جس سے یہ لوگ ان کے سامنے تو ٹھیک رہتے ہیں لیکن پیچھے پہلے سے بھی بد تر ہو جاتے ہیں۔" امر کے انداز سے پتا چل رہا تھا کہ وہ ایک فیکٹ بیان کر رہی ہے۔اور اسی طرح سب کھانا کھانے میں مگن ہو گئے۔واپسی پر داؤد کی گاڑی آئسکریم کھانے رکی جب کہ ریان سیدھا گھر کو گیا۔

جب مناہل نے گھر پہنچ کر اپنا بیگ دیکھا تو اس پر ایک گفٹ ریپ میں لپٹا تحفہ تھا جسے مناہل کھولنے والی تھی کہ نور آ گئی۔

"مناہل! یار میرے کپڑے نکال دو میں چینج کر کے سونے لگی ہوں۔" اور مناہل نے ریان کا وہ پہلا تحفہ جلدی جلدی میں اپنے بیگ میں ڈال دیا اور دوسرے کمرے میں چل دی۔جہاں سب کزنز سونے سے پہلے ہر قسم کی بونگی مار دینا چاہتے تھے کیا پتا کل موقع ملے یا نہیں۔"

*****

قلق

۲ قسط نمبر

آز قلم: عینا فیصل

اہم گزارش برائے تمام قارئین

السلام علیکم!

میں، عینا فیصل، اپنے تمام عزیز قارئین کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں جو میرے کام کو پڑھتے اور سراہتے ہیں۔ آپ کی محبت اور پذیرائی میرے لیے بے حد قیمتی ہے۔

ایک اہم گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ براہِ کرم میرے کام کی کسی بھی قسم کی ایڈیٹ میں میوزک یا گانے شامل نہ کریں۔ میوزک اسلام میں حرام ہے، اور اس سے جتنا بچا جائے، اتنا بہتر ہے۔ یہ ایک ایسا دلدل ہے جس میں انسان دھنستا ہی چلا جاتا ہے، اور میں نہیں چاہتی کہ میرے کسی قاری کو اس کی وجہ سے کسی بھی گناہ میں مبتلا ہونا پڑے——

خصوصاً گناہِ جاریہ میں، جس کا وبال قیامت تک جاری رہتا ہے۔اور روزِ قیامت میرا ایسے گناہ سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔

اگر آپ میرے کام کو پسند کرتے ہیں اور اسے آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو بغیر میوزک کے ایڈیٹ یا کوئی پوسٹ بنا سکتے ہیں۔مجھے بے حد خوشی ہوگی کہ آپ میرے کام کو سراہیں، مگر میں نہیں چاہتی کہ یہ تعریف کسی ناپسندیدہ عمل کے ساتھ جُڑ جائے۔

آپ سب کی محبتوں اور تعاون کی شکر گزار

عینا فیصل

قسط نمبر ۲:

جمالِ دوستی

تھکن کو جوش کرنے والے، دُکھ فراموش کرنے والے

زمانے سے اِن کو کیا لگے, خود کو ہی دُنیا کرنے والے

میں سانسیں لوں گا شوق سے، جب تک میرے پاس یہ دوست ہیں

یہ بے ڈھنگے سے مجھ کو یوں، بے ڈھنگا کرنے والے

کام کی بات نا ہو پائے، یہ کام برباد کرنے والے

میرا کل اثاثہ ہیں یہ، زندگی کو روش سے بھرنے والے

ناشتے کی محفل دو کمروں میں سجی ہوئی تھی۔اُس گھر میں بہت رونق تھی مگر یہ رونق ۔جلد ماند پڑنے والی تھی۔آج سب نے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہونا تھا

ہائے میں کہاں جاؤں ؟اِن لاہور والوں کو ہمیشہ ناشتے کے نام پر نان چنے اور حلوہ پوری ہی" کیوں نظر آتی ہے."ریّان نے اوپر کی طرف دیکھ کر بظاہر رونے کے سے انداز میں کہا۔امر ۔کی خوش قسمتی تھی کہ وہ ریان کے ساتھ بیٹھی تھی۔اُس کی بات پر حرکت میں آگئ

بیٹے تو اِدھر آ۔ تو میرے لاہور اور لاہوریوں کو جب دیکھو منہ اٹھا کر بے عزت کر دیتا ہے۔" اُدھر دیکھ پائے بھی ہیں اور کتنی ورائیٹیز چاہیے تجھے ناشتے میں۔ ہیں؟ بول اب۔" ریان کے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑنے کے ساتھ ساتھ وہ اس کے سر کو گول گول گھما رہی تھی۔

چھوڑ دے مجھے جنگلی درندے بلکہ درندی۔" اپنے بال چھڑانے کی کوشش میں وہ بولا"۔

"مجھے دِرندی بولنے سے پہلے تو نے چوہے مار گولیاں کیوں نہیں کھا لیں"۔

ارے لیکن وہ تو آپ کی خوراک ہے نہ بہن۔" ایسا نہیں تھا کہ امر بہت زور سے بال کھینچ رہی تھی یا ریان خود کو چھڑوا نہیں سکتا تھا لیکن داؤد کی غلط وقت پر آمد شاید معاملہ خراب کرنے والی تھی۔

ارے واہ یہاں لڑائی چل رہی ہے۔" ہاتھ میں خالی پیالی پکڑے وہ غالباً اپنے لیے کچھ لینے آیا تھا۔

میں بھی لڑوں گا۔ ام۔۔" سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے اُس نے چٹکی بجائی اور بولا"۔

ٹیم امر۔۔۔ کیوں کہ لڑکیاں تھوڑی کمزور ہوتی ہیں۔" داؤد کی خود اعتمادی دیکھنے لائق تھی"۔

۔اوہ نو۔"امر کی زبان بے اختیار پھسلی"

قریباً دس منٹ بعد جب سدرہ صاحبہ اتفاقاً اندر آئیں تو کمرے کا ماحول دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

یااللہ!! چھوٹے ہو تم لوگ پیچھے ہٹو."انہوں نے غصے سے اُن تینوں کو چھڑواتے ہوئے" کہا۔جن کے حالات کچھ یوں تھے کہ ریان کی گردن کے گرد امر کا بازو تھا جس سے اس نے اپنے دوسرے بازو کو پکڑ کر لوک کرر کھا تھا۔اور ریان کا ایک ہاتھ امر کے بکھرے بالوں پر جبکہ دوسرا داؤد کی گردن کے گرد تھا جس کا دھڑ ریان کی ٹانگوں کی قید میں تھا۔بڑا ہونے کے باوجود داؤد قبضے میں آگیا تھا۔عالیان اپنے ہونٹ پھیلا کر اُن کی ویڈیو بنا رہا تھا۔اور عائشہ فاطمہ سیماب نور اور نمرہ،امر اور ریان کے نام کے نعرے لگا رہے تھے کیوں کہ داؤد کا نام لینے میں اُن کی اپنی ہی بے عزتی تھی۔سدرہ صاحبہ کی آواز سن کے تینوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔

۔چھوٹا بھائی ہے تو اس لیے چھوڑ دیا۔"داؤد نے اپنی شرٹ جھارتے ہوئے ریّان سے کہا"

"واپس آجا پھر سلطان ٹیپے۔" ریان نے دانت چبا کر داؤد سے کچھ تنظیہ انداز میں کہا۔

"اِس لیے تم لوگ امر اور ریان کے نارے لگا رہے تھے؟" سدرہ صاحبہ کا رُخ اب باقیوں کی طرف تھا۔

"تو آپ کو کیا لگا ہم اِن میں ناشتہ پہلے ختم کرنے والی ریس لگوا کے بیٹھے ہیں۔ کم اون ماما اب ہم بڑے ہو گئے ہیں۔" عالیان کا لہجہ شرارتی تھا۔

"یانی میرے سے تھپڑ پڑے گا۔"

"اچھا سوری ماما۔" عالیان نے ہار مان ہی لی۔

"اچھا خیر اپنے اپنے حولیے درست کرو اور داؤد! بیٹا میرب بُلا رہی ہے۔" یہ کہہ کر وہ چلی گئیں۔

"مجھے فخر ہے آپ پر میری بہن فخر ہے۔" عالیان نے امر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اُس کی بہادری کے لیے مبارکباد دی۔

"بے شرم! میرے سارے بال اُدھیڑ دیے اِس شیخوپورے کی جھونپڑی جیسے نے اور اُدھر وڈیو بناتا رہا۔" اپنے بالوں کی ڈھیلی پونی کرتے ہوئے امر نے ریّان کی کمر پر تھپڑ لگایا۔

ارے میں تو میمریز ریکارڈ کر رہا تھا۔" اور اِس سے پہلے کہ امر اُسے کوئی اور جواب دیتی اُس"

۔نے جانے میں ہی اپنی خیریت مانی

۔جی ماما آپ نے بلایا؟" داؤد اپنی کالی جیکٹ پہنتے ہوئے بولا"

ہاں چلو نکالو گاڑی، چلیں۔" میرب کی بات سُن کر وہ فوراً کالے رنگ کا بیگ اٹھا کر باہر کی"

۔طرف چلا گیا

ہمارا گھر آج بالکل خالی ہو جائے گا۔" امر نے آتے ہی مریم کو پیچھے سے گلے لگا کر افسردگی"

۔بھرا تبسرا کیا

ہاں! خالی کرنے لگے ہو تم سب میرے بچوں کا گھر." شارک صاحب نے بھی ہاں میں ہاں"

۔ملائی

خالی کہاں بھائی جان آپ کے اتنے پیارے بچے ہیں پھر ابراہیم بھی تو"

۔یہاں ہے۔" مریم نے جواب دیا

نولز کلب
Clubb of Quality Content

لیکن پھر بھی جو اچھا وقت سب کے ساتھ گزرتا ہے اُس کا مقابلہ نہیں۔" سدرہ نے بولا"

۔ہی تھا کہ ابراہیم نے اپنا حصّہ ڈالنا چاہا

ہاں بڑے پاپا لیکن میں تو یہاں ہی ہوں نا بالکل تین گھر چھوڑ کے۔" ابراہیم کو یوں ہی اپنی"

۔رہائش پر فخر ہوا

اِسی بات کی تو ٹنشن ہے بڑے پاپا کے سگے کہ تو ادھر ہی ہے سب اکٹھے ہو پھر تو تھوڑا اِدھر"
اُدھر ہو ہی جاتا ہے اب تو بالکل ہی ہمارے سر پے رہے گا۔ یہ تیری تعریف نہیں تنظ ہے کہ
تو ہوتا ہی اِدھر ہے۔ کبھی اپنے گھر بھی رہ لیا کر۔" امر ابراہیم کے کان کھینچتے ہوئے یہ موقع
کیوں جانے دیتی۔ ابراہیم نے ناک منہ چڑھا لیا۔ لیکن وہاں کھڑی امر کا دل بالکل نہیں چاہ رہا
۔تھا کہ کوئی بھی جائے۔ ایسا کیوں ہے سب کا جانا اتنا ضروری کیوں ہوتا ہے

۔چلیں بابا آجائیں اب۔" یہ ریان تھا۔ وہ جارہے تھے ہاں سب جارہے تھے"

۔امر پیچھے رہنے والی تھی

۔داؤد اکیلا ہونے والا تھا

۔ریّان دور جانے والا تھا

سب سے پہلے مصطفیٰ صاحب کی گاڑی صائمہ، مناہل اور نور کو لے کر نکلنے والی تھی۔وہ پچھلی سیٹ پر براجمان ہمیشہ کی طرح نظریں جھکائے تھی اور وہ بیک سیٹ کا دروازہ کھولے کھڑی نور سے ہاتھ ملا رہا کر شرارتی انداز میں اُس سے کچھ کہہ رہا تھا۔ جیسے ہی نور اندر بیٹھی اُن کی نظریں ملیں۔وہ ہمیشہ اُسے کنفیوز کر دیتی تھی اور وہ ہمیشہ اُس کی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب کر دیتا تھا۔وہ چاہتے تھے کہ وقت رُک جائے مگر وقت کبھی نہیں رُکتا۔ریان کی نظریں اُس کی کلائی میں چمکتی بریسلیٹ پر پڑی۔اس کے لب بے اختیار مسکراہٹ میں ڈھلے اور اُس کی گالوں کے گڑھے واضح ہو کر غضب ڈھانے لگے۔اُس نے ابرو اوپر اٹھا کر ایسا چہرہ بنایا جیسے کہہ رہا ہو کہ کیا بات ہے۔وہ مسکراتے ہوئے کتنا حسین لگتا تھا اُس کی بھری پلکوں والی شفاف آنکھیں یا گالوں میں پڑنے والے نمایاں ڈمپل؟ کیا شے تھی جو اُس کی مسکراہٹ کو اتنا دلکش بناتی تھی۔ مناہل نے گھبرا کر چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا۔اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن کی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی لیکن ریان کی نظریں نہ اوجھل ہو سکیں۔وہ وہاں ہی کھڑا رہہ کر اُسے جاتا دیکھتا رہا۔

داؤد اور امر اس کے دونوں اطراف ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ کر سر ہاں میں ہلاتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

اللہ اُسے اپنے حفظ وامان میں رکھے ریّان۔" انہوں نے مزاق اڑانے کے سے انداز میں"

ہانک لگائی۔

آمین۔" مسکراتے ہوئے اُس کے منہ سے بے اختیار نکلا اور وہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے"

وہاں سے بھاگ لیے۔

اوئے۔" ہوش میں آتے ہی ریّان ان دونوں پر چیخا"

یہ لو! میری بیٹی نہیں پھر؟" عافیہ صاحبہ حمنہ کی مٹھی میں پیسے رکھتے ہوئے گویا ہوئی"

میں رکھ لیتا ہوں۔ میں تو آپ کا ہی بیٹا ہوں." ابراہیم نے ہتھیلی پھیلا لی"

بھابی اب اگر میں اِسے ساتھ نہیں لے کر جا رہی تو آپ نے امر کو کم از کم دس دن پہلے "

بھیجنا ہے۔" مریم نے سدرہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا

"دیکھیں گے، مریم"

کیوں میں تو جاؤں گی۔" ابھی امر بولی ہی تھی کہ پیچھے سے داؤد مالٹا کھاتا ہوا آ گیا"

"۔کہاں جا رہی ہو؟ ہمیں بھی تو بتاؤ"

۔ریان کی منگنی پر اور کہاں۔"وہ داؤد سے مالٹا پکڑتے ہوئے بولی"

۔ہیں؟ ریّان کی منگنی؟ کب ہے؟ مجھے کیوں نہیں پتا."وہ بس رونے کو ہی تھا"

۔فروری کے شروع میں۔تجھے سچ میں نہیں پتا؟"امر کی حیرانی بھی جائز تھی"

"۔۔اپنی فروری کے میرا مطلب یہ ایک ماہ بعد والی فروری کے شروع"

۔چلیں امی آ جائیں۔"ریّان کی آواز پر داؤد کا غصہ اور بھر گیا"

"؟اے! تیری منگنی ہے ایک ماہ بعد؟ مجھے کیوں نہیں پتا"

"۔کیوں کہ تجھے بتاؤں گا تو تو آ جائے گا۔تجھے نہیں پتا چلنا چاہیے"

۔مریم اور سدرہ وہاں سے ساتھ کھڑی عافیہ اور میرب کے پاس چلی گئیں

"۔جا دفع ہو۔اب تو میں تیری منگنی چھوڑ شادی پر بھی نہیں آؤں گا"

وعدہ کر؟"ریان نے جوشیلے انداز میں اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جیسے اب تو وہ وعدہ لے کر ہی"

۔پیچھے ہٹے گا

"اچھا اب تو اِتنے پیار سے منائے گا تو کیسے منع کروں۔آ جاؤں گا لیکن یہ آخری بار معاف کر رہا ہوں۔ہاں!" داؤد نے ہاتھ مِلا لیا۔

"ہاں آخری بار معاف کر رہا ہے۔گدھا کہیں کا۔" امر کہاں پیچھے رہنا والی تھی۔

"سہی بات ہے۔گدھا کہیں کا۔" ریان نے بھی اپنا فرض بخوبی انجام دیا۔

"اچھا بس بس!! یہ بتاؤ کہ یارا تنی جلدی کیوں؟" داود سنجیدہ ہو گیا۔

"یار وہ محمود خالو اور میرب خالہ کی فلائیٹ ہے ناا ٹھارہ تاریخ کی۔اور ثمرہ پھپھو بھی تب تک آ جائیں گی۔اس لیے پھر بابا نے بھی واپس جانا تھا۔"

"ہاں لیکن فلائیٹ بس ماما بابا کی نہیں پورا ٹبّر ہی منّوں چھڈ کے چلا۔ (پورا خاندان ہی مجھے چھوڑ کے جا رہا ہے)" داؤد نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

ابراہیم اور ریّان کے والد بیرونِ ملک ہوتے تھے۔جبکہ داؤد کی ساری فیملی ہی پچھلے سال کینیڈا میں سیٹل ہو گئی تھی۔لیکن وہ اپنی پڑھائی کا یہ آخری سال پورا کر کے ہی جانا چاہتا تھا۔ اِس لیے میرب نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک داؤد نہیں آ جاتا وہ سال میں کم از کم ایک بار ضرور چکر لگائیں گے۔

۔آ جاؤ بھائی اب۔ "حمنہ کی آواز پر وہ گاڑی کی طرف چل دیا"

"؟بابا گاڑی آپ چلائیں گے "

میں ہی چلاؤں گا ابھی پھر بعد میں تم خود آ جانا۔" قاسم صاحب نے ڈرائیونگ سیٹ "

۔سنبھالتے ہوئے کہا

"!جی ٹھیک "

چل ٹھیک ہے یار للہ حافظ۔ "قاسم صاحب کو جواب دینے کے بعد وہ عالیان اور داؤد کی "

۔طرف متوجہ ہوا

اپنا خیال بالکل نہ رکھی۔ "عالیان کو نصیحت کرتے ہوئے وہ بہت ڈرامائی انداز میں اُس کے "

۔گلے سے لگ رہا تھا

ہاں ہاں فکر ہی نہیں کرنی! میں اپنا تجھ سے بڑھ کر دھیان رکھوں گا۔ "عالیان نے بھی "

مصنوعی آنسو صاف کرتے ہوئے اُسے کندھوں سے پکڑ کر خود سے الگ کیا۔ اُن دونوں نے

۔اپنی ایکٹنگ کی بنا پر آج ہر ریکارڈ حاصل کرنے کی قسم کھا رکھی تھی

اللہ اُسے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ داؤد! "ریّان نے داؤد کو گلے لگا کر اُس کے کان میں سرگوشی کی اور ایک آنکھ مارتے ہی وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"بہت غلط بات ہے۔ اور لوگوں کے ساتھ موجود ہونے کے باوجود سرگوشیوں میں باتیں کرنا۔" امر نے اُن سے شکوہ کیا لیکن داؤد کنفیوز اور حیران سا اُدھر کھڑا ہی رہا۔ اور اِس سے پہلے کہ وہ ریّان سے اُس بات کا مطلب پوچھتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ گاڑی بھی قاسم، مریم، ریّان، اور حمنہ کو لے کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"تو کیوں نہیں جا رہا؟ جانا۔" اب وہ داؤد سے مخاطب ہوئی۔

"کیوں کہ میری بہن نمرہ باجی کا ایک سینڈل نہیں مل رہا۔" وہ اوازار سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا ہی تھا کہ عائشہ اور فاطمہ اپنی مامیوں اور خالہ کے دیے ہوئے پیسوں کا حساب لگاتے ہوئے گاڑی میں بیٹھنے جا رہی تھیں۔

"یہ بھی اپنے آپ میں الگ ہی نمونہ ہیں۔" وہ اپنی بہن پر تبصرہ کر کے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا کہ وہاں میرب صاحبہ کو بیٹھا دیکھ کر حیرت سے نفی میں سر ہلانے لگا۔

"۔کاش ہم دو گاڑیاں لیتے بابا کم از کم امی کے ساتھ ہم باپ بیٹا ریس تو لگا سکتے"

ارے بیٹا جس عورت کا ایسا شوہر ہو، ایسا بیٹا ہو وہ تو ہار کر بھی جیتی ہی ہوئی ہے۔" محمود"

۔صاحب کا انداز شوخ تھا

اچھا چلو منہ بند کرو دونوں باپ بیٹا اور گاڑی میں بیٹھو۔"اپنی اتنی واضع بے عزتی پر انہوں"

۔نے تاثرات سپاٹ کر لیے اور منہ پر ڈھٹائی لے آئے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں

۔اللہ حافظ ماموں۔"عالیان نے اس خاندان کے اپنے پسندیدہ شخص سے کہا'

۔اللہ حافظ نمرہ۔"سارہ نے اپنے پسندیدہ شخص سے کہا"

۔اللہ حافظ پھپھو۔"اب سیماب کی باری تھی"

۔اللہ حافظ داؤدی۔"اور وہ سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موند کر مسکرا دیا"

ہائے کتنی شرم کی بات ہے۔ہمیں کسی نے اللہ حافظ نہیں کہنا کیا؟"عائشہ نے فاطمہ کو"

۔مخاطب کر کے کہا

Clubb of Quality Content!

"اللہ حافظ عائشہ!" اپنے بتّس دانتوں کی نمائش کرتے ابراہیم کی آواز پر وہ آنکھیں پٹپٹا کر زبردستی کا مسکرانے لگی۔

کچھ یاد آنے پر داؤد نے آگے کو ہو کر امر کو پاس آنے کا اشارہ کیا۔

"ارے نہیں نہیں بے شک تمہیں جاتے جاتے مجھے پیسے دینے چاہیے۔ تم نے میرے چُرائے بھی تو بہت ہیں ویسے لیکن کوئی بات نہیں۔ اچھا چلو دے دو۔" اس نے اپنی مٹھی آگے کر کے دو بار کھولی اور بند کی جس پر وہ پچاس کا نوٹ رکھ کر سنجیدگی سے کہنا لگا۔

"اللہ اُسے اپنے حفظ و امان میں رکھے امر۔" امر کے تاثرات ایک دم سخت ہو گئے۔ وہ جانتی تھی وہ کس کی بات کر رہا ہے۔ وہ جاتے جاتے اس کے اندر آگ لگا گیا تھا۔

اور زن کر کے وہ سفید گاڑی محمود، میرب، داؤد، عائشہ فاطمہ اور نمرہ کو اُن کی منزل تک پہنچانے کے لیے روانہ ہو گئی تھی۔

سب سے مشکل لمحہ، اپنوں کو خدا حافظ کہنے کا ہوتا ہے لیکن سب سے خوشگوار لمحہ اپنوں پر سلامتی بھیجنے کا ہوتا ہے۔ اور اس بار شاید یہ اللہ کے حوالے کرنے سے سلامتی بھیجنے تک کا سفر کم ہی تھا۔

۔چلو آجاؤ ابراہیم۔"عافیہ صاحبہ نے اپنی اکلوتی اولاد سے کہا"

۔ہاں چلو جاؤ ابراہیم!"یہ عالیان تھا"

تھوڑی دیر بعد آتا ہوں۔"اُس نے معصومیت سے اپنی امی سے کہا اور عالیان کی بد قسمتی کہ "

۔وہ مان گئیں

چلو اب تم لوگ بھی اندر چلو۔"سدرہ صاحبہ کی بات پر سب گھر میں واپس چلے گئے تھے "

۔سوائے اُس کے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یانی بھائی؟ دکھاؤ نا مجھے بھی۔"ابراہیم پچھلے دس منٹ سے کمبل میں منہ چھپا کر فون دیکھتے"

۔عالیان کے کندھے کو جھنجور رہا تھا

"۔دفع ہو جاؤ ادھر سے"

"۔دکھاؤ مجھے بھی"

اچھا یہ لے مر دیکھ لے تو۔"اُس نے جھنجلا کر منہ کمبل سے باہر نکالا اور اپنا موبائل ابراہیم" کی طرف پھینک دیا۔ جس پر پہلی نظر پڑتے ہی ابراہیم ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔

یانی بھائی آپ ابھی بھی۔"اُس کی آنکھوں سے آنسو ہی آنے والے تھے اور دوسری طرف" عالیان منہ بسیر کر اُس کے لیے نہایت عزت والے الفاظ بر برا رہا تھا۔

اُٹھو مجھے بیڈ شیٹ ٹھیک کرنے دو۔"سیماب کی آواز پر عالیان فوراً اپنا فون اٹھا کر کمرے سے" باہر ہو لیا جب کہ ابراہیم کے کان میں جوں تک نہ رینگی۔

امر یار اِس کو بولو اُٹھے پاگل ہو گیا ہے یہ۔"سیماب نے اندر آتی امر سے کہا"۔

اِبّی اُٹھ جاؤ شاباش۔"امر کی آواز پر وہ بمشکل بول سکا"۔

"امر آپی آپ کو پتا ہے یانی بھائی ابھی تک کارٹون دیکھتے ہیں"۔

پانچ منٹ بعد عالیان جب واپس آیا تو تینوں ہی پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنس رہے تھے۔

حد ہے تیرے سے ایک بات نہیں اپنے تک رکھی گئی اِبراہیم۔ ہنس ہنس کے پاگل ہو جاؤ" تینوں اب۔"یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔

شام جب سب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو معمول کے مطابق وہ اپنے کمرے میں تھی۔ دال چاول کے ساتھ اچار اور سالاد مکس کرتے ہوئے اُس نے وائبریٹ ہوتا موبائل دیکھا جس پر داؤدی لکھا جگمگا رہا تھا۔ اُس نے کال کاٹ دی مزید دو سے تین بار فون کرنے کے بعد داؤد نے شاید ہار مان لی تھی۔ لیکن جب تقریباً چار سے پانچ منٹ بعد دوبارہ سے وائبریشن ہوئی تو اِس بار سکرین پر "اہم فضولیات" جگمگا رہا تھا جو اُن امر فاطمہ، داؤد، عالیان اور ریّان کا مجموئی ۔ گروپ تھا۔ اِس بار امر نے فون اُٹھا ہی لیا لیکن عالیان نہیں آیا تھا

اسلام علیکم!"ریّان کی آواز سن کر وہ سر نفی میں ہلا کر مسکرا دی جیسے کہہ رہی ہو اِس داؤد کا ۔ کچھ نہیں ہو سکتا اور سلام کا جواب دیا

ہاں کیا مسئلہ ہے؟ تم دونوں کی روز لڑائی ہو جاتی ہے ابھی تو آئیں ہیں ہم گھر۔ مجھے کیا سمجھا ۔ ہوا ہے تم دونوں نے امّاں ہوں میں؟" وہ قدرے رعب سے بولا

"۔ بس بس، زیادہ ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں، جیسے میں کچھ جانتی نہیں"

۔ ہاں تو پھر ہم صلح کر لیتے ہیں نا۔" اب کی بار داؤد بھی بول پڑا"

"اوہ، تو نکال لی تم نے سپاری منہ سے؟"اِس پر ریان کی دبی دبی ہنسی کی آواز آئی۔وہ ایسی ہی تھی، غصّے اور غم میں زیادہ مزاح کرنے والی۔

"جب اِسے پتا ہے کہ مجھے ایسے مذاق نہیں پسند، پھر یہ کیوں ایسی حرکت کرتا ہے؟"

"ہاں اوئے، چل سوری بول۔"ریان کا انداز حکمانہ تھا۔

"سوری،اب نہیں کرتا۔"اُس کا انداز محتاط تھا۔

"پچھلی بار بھی یہی کہا تھا کہ اب نہیں کرتا،اور اُس سے پچھلی بار بھی،اور تو اور،اُس سے پچھلے بار بھی۔"

"ہاں، ویسے ہے بہت ڈھیٹ یہ۔"ریان کا تبصرہ تھوڑا دھیما تھا۔

"اے، تو چپ کر۔میں کتنے آرام سے معافی مانگ رہا ہوں۔مجھے تو کبھی کبھی لگتا ہے،امر، تم مجھ سے بات ہی نہیں کرنا چاہتی،اِسی لیے بار بار ناراض ہو جاتی ہو۔"اُس کا ایموشنل بلیک میلنگ کا حربہ ہمیشہ کام آتا تھا۔

"شٹ اپ۔داؤدی، تمہیں پتا ہے کہ تم مجھے سب سے عزیز ہو۔"یہی تو وہ سننا چاہتا تھا۔

۔اچھا،اور میں کسی خاطے میں نہیں؟"ریان کا گلہ بھی جائز تھا"

پاگل تم تو۔۔۔ام۔۔۔اوہ ہو تم تو واقعی کسی خاطے میں نہیں."امر نے سوچنے کی اداکاری

۔کرتے ہوئے کہا

۔ایسے ہی چند باتوں کے بعد، کال کٹ گئی

سچ بتائیں؟"جب امر دوسرے کمرے میں آئی تو سارہ، سدرہ کے ساتھ بیڈ پر بیٹھے اُن سے

۔مخاطب تھی

کیا بتائیں؟"امر بھی اپنے اوپر کمبل لپیٹتے ہوئے سوالیہ انداز میں سارہ سے اپنی امی کی طرف"

۔نظریں گھماتے ہوئے بولی

پھپھو سمرہ آرہی ہیں، جنوری کے آخر میں شاید۔"سارہ نے آنکھیں پھاڑ کر بتایا، جیسے یہ"

۔کوئی بہت انہونی بات ہو

ہاں، تو یہ تو پچھلے مہینے سے پتا ہے کہ وہ آرہی ہیں۔اِنفیکٹ، انہی سب باتوں کی وجہ سے تو"

ریان اور مناہل کی منگنی جلدی کرنی ہے کہ سب اکٹھے ہو جائیں۔"امر کی بات پر سارہ نے تالی

۔ماری

ہائے، کتنا مزہ آئے گا نا جب ہم سب اکٹھے ہوں گے۔بس یہ ریّان کی پپھو سمرہ والی بات" مجھے نہیں پسند آئی باقی سب بیسٹ ہے۔"وہ چھت پر کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے ریّان ۔کی شادی میں پہنچ چکی تھی

۔یار، آہستہ بولو۔"ناولز سنتی سیماب نے ایک کان سے ہینڈ فری نکال کر کہا"

۔اور سارہ نے نفی میں سر ہلا دیا، جیسے کہہ رہی ہو،اِس کا ایک ہی کام ہے

۔السلام علیکم !"عالیان اور شارک صاحب نے بروقت تمام گھر والوں کو سلام کیا"

یہ لیں جی، کروالائے ہیں ٹھیک ہم آپ کی موٹر۔"عالیان نے کالے رنگ کی کوئی مشین" ۔سدرہ کو پکڑائی اور بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں گر گیا

Clubb of Quality Content

میرا شہزادہ۔"امر نے اُس کے ماتھے سے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا وہ امر کا سب سے زیادہ" ۔لاڈلا تھا

آپ کے لیے ایک چیز لایا ہوں۔"عالیان نے کہنیوں کے بل اٹھ کر، پاس بیٹھی امر کے" ۔کان میں سرگوشی کی

اوکے، اوکے۔" تھمز اپ کے اشارے کے ساتھ امر نے سر ہلا دیا۔ وہ دونوں بچپن سے ایسے تھے۔ شروع شروع میں لولی پوپ اور بسکٹ سے اور پھر کالج کے دنوں میں امر ہمیشہ عالیان کے لیے کچھ نہ کچھ لایا کرتی تھی، عالیان بھی اپنے طریقے سے بھرپور بدلہ پورا کرتا تھا۔ بچپن گزر گیا تھا، لیکن اِن کی یہ عادت نہیں گئی۔

تقریباً مزید پانچ منٹ بیٹھنے کے بعد، شارک صاحب کے نزے دار چٹکلے سن کر سب اپنے کمرے میں آ چکے تھے، سوائے عالیان اور امر کے، کیونکہ اُن دونوں کو کچن میں چھپ کر کچھ کھانا بھی تو تھا۔

امر شلف پر بیٹھ کر اپنا شوارما کھا ہی رہی تھی کہ اُس کے فون کی گھنٹی بجی۔ اور خوش قسمتی سے، اسکرین پر چمکتا نام دیکھ کر عالیان نے کال پِک کر کے اسپیکر پر لگا دی۔

"السلام علیکم، امر باجی۔" ابراہیم کی لاپرواہ سی آواز گونجی۔

"جی، وعلیکم السلام!" امر نے مسکراہٹ دبا کر جواب دیا۔

"وہ... ہمارے گھر میں پہلے تو عائشہ اور فاطمہ باجی یا نمرہ اور حمنہ آ جایا کرتی تھیں۔ اب تو بالکل سونا ہی ہو گیا ہے گھر، ہے نا؟"

ہم، ہم۔"اُس نے سر کو اوپر نیچے دو بار حرکت دی،اور عالیان نے التجائی چہرہ بنا کر نفی میں سر ہلایا۔وہ دونوں سمجھ چکے تھے کہ ابراہیم کیا فرمائش ڈالنے والا ہے۔

"تو وہ... ویسے آپ کا بھی گھر خالی ہی ہو گیا ہو گا؟"

"ہاں،ایسے ہی ہے۔ہم بڑے اکیلے اکیلے ہو گئے ہیں ابراہیم۔"اُس نے عالیان کے چہرے کے بگڑتے ہوئے زاویوں کو دیکھ کر مزے لیتے ہوئے کہا اور ہنسی روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

"تو وہ... ماما کہہ رہی ہیں، آج اُدھر ہی سو جاؤ۔"تیزی سے آخر کار بات مکمل کر ہی لی گئی تھی۔

"ہاں تو آجاؤ۔ہمارا خالی گھر آپ جناب کے آنے سے بھر جائے گا۔"

"نہیں، نہیں، وہ تو میں نیچے ہی کھڑا ہوں، بس آپ کو فون اِس لیے کیا کہ دروازہ کھول دیں۔یانی بھائی کو کرتا تو وہ ڈانٹتے ہیں۔"اس بار اُس کا لہجہ محتاط تھا۔

"ڈانٹ کے بچے! ہم سب بستر اوپر رکھ آئے ہیں، شام کو اب تجھے اپنی چارپائی کے نیچے سلاؤں گا زمین پر۔"اِس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا، کال کاٹ دی گئی تھی۔

اور امر کا قہقہہ فضا میں بلند ہو گیا۔

میں تو نہیں لاؤں گا اب چھت سے بستر اِس چلغوزے کے لیے۔" عالیان پیر پٹختے ہوئے" بس رونے ہی والا تھا۔ مگر وہ دروازہ کھولنے چلا گیا تا کہ اُسے گردن سے پکڑ کر کمرے تک لا سکے۔

ٹھیک دس منٹ بعد، عالیان کی سُستی اور ابراہیم کی ڈھٹائی کی بدولت وہ دونوں ایک ہی چارپائی پر پھنس کر لیٹے تھے اور چھت کی طرف دیکھ رہے تھے——ایک غصے سے تو دوسرا سہم کر کہ یہ منہ کھولا تو وہ تھپر منہ پر۔

صبح جیسے ہی عالیان کی آنکھ کھلی، اُس نے اپنا فون دیکھا۔ یونیورسٹی سے چھٹی کے باوجود اُس کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔ منہ ہاتھ دھو کر عالیان نے ناشتے کی صدائیں لگائیں۔

فرائی یا آملیٹ؟" امر کی آواز پر اُس نے سوچنے کی اداکاری کی"۔

جو مرضی لے آئیں۔" اور پھر سے فون پر لگ گیا"۔

وٹس ایپ پر اُن کا "کزنز" کے نام سے ایک گروپ تھا، جس میں تمام کزنز شامل تھے، اور آج کا "ہاٹ ٹاپک" تھا—عالیان بذاتِ خود اور ابراہیم۔ سیماب نے اُن کی ایک تصویر لے کر گروپ میں بھیج دی تھی، جس میں وہ دونوں عجیب و غریب طریقے سے سوئے ہوئے تھے۔

اُف، یہ میری بہنوں نے میری عزت کہیں کی نہیں چھوڑنی۔ پاپا گھر نہ ہوتے تو بتاتا اِس کو" میں۔ "اُس نے منہ بسورتے ہوئے سر جھٹکا اور ناشتہ کرنے لگا

۔اور اِسی طرح معمول کے مطابق دن گزرتے گئے، وقت دوڑتا رہا

چائے کا مگ ہاتھ میں پکڑے امر ناول پڑھ رہی تھی، اور سارہ کتابیں کھولے۔اُن میں موبائل لے کر بیٹھی تھی۔اِتنی دیر میں سیماب نے پٹاخ سے دروازہ کھولا کہ سارہ اور امر کو جھٹکا سا لگ گیا۔ بازو پھیلا کر گھومتی ہوئی، آج وہ بہت خوش لگ رہی تھی۔

۔آئے ہائے! پاگل ہو گئی ہے؟ "سارہ نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر حیرانی سے پوچھا"

۔ہاں، پاگل ہی سمجھو مجھے، میں بہت خوش ہوں آج! "سیماب کا لہجہ بہت خوشگوار تھا"

ضرور اِس کے ناول میں کچھ اچھا ہو گیا ہو گا۔ حقیقی دنیا کے بس کی بات نہیں تم ریڈرز کو"

۔خوش کرنا۔" سارہ نے ایک دم درست اندازہ لگایا تھا

تو تم ہو کون، بی بی؟" سینڈ کے بٹن کے ساتھ یہ میسج، صوفے پر لیٹے داؤد کے فون سے کسی"

۔نامعلوم ہستی کے وٹس ایپ پر جا پہنچا

ارے، جان جاؤ گے، جان جاؤ گے! پہلے بتاؤ، اتنے اچھے کیوں لگتے ہو؟" آگے سے آنے"

۔والے جواب نے داؤد کی اکتاہٹ میں مزید اضافہ کر دیا

اوہ بی بی! مجھے سخت نفرت ہے تم جیسی لڑکیوں سے۔ (آگے ہی تم جیسی آٹھ پیچھے پڑی"

۔ہیں)۔" آخری سطر وہ محض سوچ ہی سکا

۔مجھ جیسی کیسی؟" آنکھوں کے ایموجی کے ساتھ بھیجا گیا یہ میسج اُس کو مزید چڑھا گیا تھا"

۔اچھا، میرا ایک کام کرو گی؟" اِس بار داؤد نے بھی تحمل سے کام لیا تھا"

Clubb of Quality Content

"ارے، حکم کرو، تمہارے لیے تو میری جان بھی حاضر ہے!"

داؤد کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"I deserve better! میرا پیچھا چھوڑ دو"

اور بلاک کا بٹن دباتے ہی وہ لڑکی اب بلاک ہو چکی تھی۔

عائشہ کمرے میں اُچھلتی کودتی آئی، اور داؤد نے اپنا صوفے سے لٹکتا ہوا پاؤں زرا سا آگے کو کھسکا دیا، لیکن وہ گرتے گرتے بچ گئی۔

داؤد!!!" عائشہ نے چیخ کر کہا"۔

اچھا، ایک بات بتاؤ! یہ تم لڑکیوں کو شرم نہیں آتی؟ جہاں خوبصورت لڑکے دیکھے نہیں، "پیچھے پڑ جاتی ہو؟" وہ پُر سکون تھا۔

غیرت تو نہیں آتی ہو گی، بہنوں سے ایسی باتیں کرتے ہوئے؟" عائشہ کا انداز طنزیہ تھا"۔

یہ ہمیں غیرت ہمیشہ اپنی بہنوں کے وقت پر ہی کیوں یاد آتی ہے؟ میں بھی تو اِن کو جواب "دیتا ہوں۔ یہ تین خبطیاں تو دنیا جہان کے نمبر بدل بدل کر تنگ کرتی ہیں، میں تھک گیا ہوں

بلاک کر کر کے، لیکن میں اپنا نمبر نہیں چینج کر رہا۔۔۔ کیوں؟ کیوں کہ بس کہیں نا کہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ مجھے تنگ کیا جائے اور اوپر سے پتا نہیں کون اِن کو میرا نمبر دے رہا ہے۔

۔گدھا کہیں کا!"اُس نے ایک ہاتھ کی مٹھی بنا کر دوسرے ہاتھ میں پیوست کی

عائشہ نے دانتوں میں زبان دبا کر نظریں چرائیں، کیونکہ دو لڑکیوں میں تو اُسی نے پیزے کے پیچھے خود فاطمہ کے ساتھ اپنے "ہینڈسم بھائی" کا نمبر بانٹا تھا۔

۔اچھا، چلو چھوڑو، میں جا رہی ہوں۔" اور وہ پھُرتی سے بھاگ گئی"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک ہاتھ میں جوس کی دو بوتلیں، اور دوسرے ہاتھ میں پانی کی بوتل پکڑے، وہ نہایت بے زار نظر آرہا تھا۔

چلیں اب؟" مریم کا ڈوپٹہ کھینچتے ہوئے اُس نے چھٹی بار گھر واپس جانے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے غصّے سے اُسے گھورا اور ساتھ بیٹھی حمنہ کو کچھ اِشارہ کیا"

۔بھائی ادھر آؤ۔" حمنہ نے ریان کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ بِٹھایا"

"۔میری بات سنو ہمارے پاس ٹائم بہت کم ہے"

۔استغفراللہ !"اُس نے بے اختیار اپنے دِل کے مقام پر ہاتھ رکھا"

اُف ڈرامے۔آپ کی منگنی میں میرا مطلب۔اب یہ دو تین دِنوں میں تو سب مہمانوں نے" آنے لگے گیں تو ہمیں کرنے دو تھوڑی شاپنگ۔ابھی صرف میرا ایک سوٹ اور مناہل آپی ۔کے دو، بتاؤ بھلا یہ کوئی شاپنگ ہے؟"اُس نے ریان کو میں سمجھانے کی کوشش کی

اچھا تم لوگ پھر کرو اب شاپنگ جتنا بھی ٹائم لگے لگالو اور میں جا رہا ہوں فری ہو کر کال کر" ۔لینا میں آجاؤں گا پِک کرنے۔"وہ اُٹھ کھڑا ہوا لیکن کسی خیال کے تحت پھر سے بیٹھ گیا

اچھا بات سنو وہ۔۔۔مناہل کے لیے اچھی اچھی اور زیادہ زیادہ شاپنگ کرنا۔"اُس نے حمنہ" ۔کے کان میں سرگوشی کی اور بغیر اُس کے تاثرات دیکھے لمبے لمبے ڈگ بھرتا چل دیا

جنوری ۲۴

۔شام ساڑھے پانچ بجے کا وقت تھا جب مریم نے امر کو وڈیو کال کی

پھر کیا کیا لے کر آئی ہیں؟" ویڈیو کال پر بیٹھی امر ساتھ ہی فرنچ فرائز کھانے میں بھی مشغول تھی۔

زیادہ کچھ کی ہی نہیں شاپنگ، سوچا تھا ریان کو دکھا دکھا کر اُس کی پسند سے لوں گی، اِس کو" کوئی انٹرسٹ ہی نہیں۔" مریم صاحبہ کے ہاتھ سے موبائل ساتھ لیٹے ریان نے اپنی طرف موڑ لیا۔

اُف امر باجی، کیا بتاؤں! اڑھائی گھنٹے کھڑا رہا ہوں میں، تین جوڑے لیے اِنہوں نے۔ آخر" کار میں وہ پکڑ کے گھر آ گیا، بابا کے ساتھ دو بار گیم کھیل لی، کافی بنا کر پی لی، بابا باہر گئے، پھل لے کر آ گئے، ہم نے سیب کھا لیے، اور تب اِن کی کال آئی کہ 'ریان بیٹا، ہم فارغ ہونے والے ہیں۔ آ جاؤ۔'" اُس نے *ہونے والے ہیں پر زور دے کر کہا، جس پر امر گردن جھٹک کر ہنس دی۔

ہاں تو اِتنا ٹائم تو لگ ہی جاتا ہے۔" مریم نے اپنا دفاع کیا"۔

لیکن پھپھو، آپ لے کر کیا آئیں؟ اُس بچارے نے دنیا کے چھ سو کام کر لیے۔" امر نے پھر" سے پوچھا۔

یہ دو جوڑے حمنہ نے لیے ہیں، ایک اِس کے ابو کا لیا ہے، اور چار ابھی مناہل کے لیے ہیں۔"

"۔اگلی بار اب صائمہ کا اور باقیوں کا بھی لوں گی

اپنی امی کی بات سن کر ریان فوراً سیدھا ہو گیا اور امر کو معنی خیز اشارہ کر کے آنکھ ماری اور کہنے

،لگا

"؟ہائے مما! آپ نے مناہل کے صرف چار لیے ہیں"

للہ! ماں نے ایک بھی نہیں لیا اپنا، اور یہ ابھی سے مناہل کی فکر میں آدھا ہو رہا ہے کہ اُس"

کے بس تین لیے ہیں۔ بیوی کے لیے گھر چھوٹا پڑ گیا تو بیٹے، ماں نوں باراں نا کڈ دائی ویاہ تو

(۔بعد۔" (شادی کے بعد ماں کو گھر سے باہر ہی نا نکال دینا

۔مریم کو اِکلوتے بیٹے کی باتوں سے گہرا صدمہ پہنچا تھا

۔پھر چند باتوں کے بعد کال کٹ گئی

سمرہ پھپھو پہنچ گئی ہیں ریان کے گھر۔" امر نے کچن میں گوشت بھونتی ہوئی سدرہ صاحبہ کو"

۔بتایا

"؟ارے واہ، ماشاللہ! کب پہنچی ہے"

۔ابھی میں کال پر بات کر رہی تھی مریم پھپھو سے انہوں نے بتایا دوپہر کو آگئی تھیں"

"۔اوہ اچھا، چلو اللہ کا شکر ہے"

۔توامی!! "اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے امر نے بات شروع کی"

میں کہہ رہی تھی، مجھے بھی جانے دیں نا۔ پھپھو اور ریان دونوں اتنا زیادہ بول رہے تھے،"
"۔میں بھی اب منع کر کر کے تھک گئی ہوں

میری طرف سے تو اجازت ہے، ماما کی جان۔ بابا سے پوچھ لو، بس وہ اجازت دے دیں تو"
۔چلی جاؤ۔"انہوں نے دیگچی کو ڈھکن سے ڈھک کر امر کو جواب دیا

جی ٹھیک ہے!"اور اچھلتی کودتی واپس کمرے میں چلی گئی کیونکہ وہ جانتی تھی بابا اجازت"
۔دے دیں گے

۔شام کو جب شارق صاحب باہر سے آئے تو امر فوراً اُن کے پاس جا کر بیٹھ گئی

بابا، یہ کھانا، بابا، یہ پانی، چائے لاؤں؟"ہر قسم کی چاپلوسی کرنے کے بعد شارک صاحب"
نے اُس سے اِتنے تکلّفات کی وجہ پوچھی تو وہ بھی دھڑلے سے بولنا شروع ہو گئی۔اپنے باپ
۔کے سامنے بولنے کے لیے کبھی اُسے الفاظ نہیں ڈھونڈنے پڑتے تھے

"خیریت ہے؟ باپ پر بڑا پیار آرہا ہے؟"

"بابا! آپ ہیں ہی اتنے اچھے، کس کو آپ پر پیار نہیں آتا؟"

"اوہ اچھا؟" انہوں نے واہ کے سے انداز میں ہاتھ اُٹھائے۔

"واہ! مجھے بھی آج ہی پتا چلا ہے کہ میں اچانک اتنا پیارا ہو گیا ہوں۔"

"اچھا بابا! پھپھو مریم بار بار مجھے کہہ رہی تھیں کہ آجاؤ آجاؤ، تو میں چلی جاؤں؟" آخری جملے کے ساتھ اُس نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"تو یہ بات ہے؟ ویسے تو میں اتنے دنوں کے لیے کسی کے گھر جانے سے قطعاً خوش نہیں ہوں، لیکن شام کو مجھے خود مریم کی کال آئی تھی، اِس لیے شاید اِس بار مجھے اجازت دے دینی چاہیے۔"

"ہاں بالکل دینی چاہیے! لیکن اکیلے تو نہیں جاسکتیں یہ، ابو، میں بھی جاؤں گا! آخر کار میں دولہے کا ون آف دی بیسٹ فرینڈز ہوں۔" عالیان نے اپنے حق کے لیے آواز اٹھائی ہی تھی۔

اور اپنی ماں کا اِکلوتا بیسٹ فرینڈ بھی! خبردار! عالیان میرے ساتھ ہی جائے گا۔"سدرہ صاحبہ نے اُس کے کان کھینچ کر اُس کے سارے ارمانوں پر پانی پھیر دیا۔

یانی۔۔۔ریّان کی بجائے اُس کی امی سے دوستی کی ہوتی، تو آج یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا۔"پیچھے سے عالیان کے سر پر چپت لگاتی ہوئی امرا اپنے کمرے میں چلی گئ۔

"یہ جائے گی کیسے؟"شارک صاحب، سدرہ سے مخاطب تھے۔

"میں چھوڑ آتا ہوں!"عالیان فوراً اُٹھ بیٹھا۔

"!چپ کر کے بیٹھو تم"

ایک ہی ہے، بول رہی تھی وہ لینے آ جائے گا۔"سدرہ صاحبہ کی بات پر وہ مطمئین ہو گیے۔

ڈرائیور بھی بیچارہ آگے لگا کر رکھتی ہے!"شارک صاحب نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

رات کے بارہ بجے اچانک سے اُسے یاد آیا کہ ڈرائیور سے بات تو کی ہی نہیں، اور فون سرہانے کے نیچے سے نکال کر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئ۔

!اے بات سُن !"کیا شاندار طریقہ تھا"

جی فرمائیں !"جواب فوراً ہی بھیجا گیا تھا اور اُس کے چہرے پر ایک خوشگوار مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔

"?ریان کے گھر کب جانا ہے"

"۔پرسوں، یا شاید اُس کے بھی اگلے دن"

کل چلیں ؟"بغیر کوئی تمہید باندھے بات کر دی گئی تھی۔قریبی دوستوں میں یہی خاص" بات ہوتی ہے۔اُن تک اپنی بات پہنچانے کے لیے حال چال پوچھنے سے"ایک بات کہوں ؟"تک کا سفر نہیں کرنا پڑتا۔اُن پر تو حکم چلایا جاتا ہے ایک مان کے ساتھ اطمینان کے ساتھ۔

۔چلیں ؟"ایک ابرو اُٹھانے والی ایموجی کے ساتھ میسج امر تک پہنچ گیا تھا"

مطلب میں پاگل نظر آرہا ہوں ؟پہلے آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کر کے تم لوگوں کے گھر آؤں،" پھر آدھا گھنٹا وہاں سٹے کروں، پھر کم از کم ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیو کر کے ریان کے گھر

جاؤں؟"تالیوں کی ایموجی کے ساتھ یہ میسج پڑھ کر امر ہلکا سا ہنس دی اور بڑے مزے سے جواب لکھنے لگی۔

نہیں نہیں، تم غلط سمجھ رہے ہو۔آدھا گھنٹہ ہمارے گھر سے ٹے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہم فوراً نکلیں گے۔"

"شاباش! دل تو چاہ رہا ہے دیوار میں ٹکریں ماروں، وہ بھی تمہارے سر کی!"

"میں صبح نو بجے تیار رہوں گی، ڈرائیور!"

دوسری طرف خاموشی چھا گئی،اور کچھ پل انتظار کرنے کے بعد امر نے پھر سے لکھنا شروع کیا۔

"کہاں مر گئے؟"

"اُف توبہ۔۔۔مریں میرے دشمن!"

"اچھا بتاؤ، آ جاؤ گے نا؟"

"نہیں!"

بڑا سا نہیں دیکھنے کے بعد امر نے مسکراہٹ گہری کر لی اور اُسے کوئی جواب نہ دیا۔ ٹھیک ایک منٹ کے اندر اندر امر کا فون پھر سے وائبریٹ ہوا۔

"ٹھیک نو بجے۔۔۔ لیٹ ہوئی تو چھوڑ کے چلا جاؤں گا!"

اسکرین پر داؤد کا میسج دیکھ کر امر نے خوشی سے ہوا میں یس بول کر ایک مکا لہرایا۔

"اوہ داؤدی! تم مجھے سب سے عزیز ہو!" امر کا مسج پڑھ کر وہ بے اختیار ہنس دیا۔

"اچھا اچھا، اب زیادہ مکھن لگانے کی ضرورت نہیں! سو رہا ہوں میں، صبح کافی ڈرائیو کرنی ہے، کسی نے سچ میں اپنا ڈرائیور سمجھ لیا ہے!"

"ہاں! اللہ حافظ"

اور یہ بات تو طے تھی کہ کچھ بھی ہو، داؤد کل نو بجے امر کو لینے پہنچ جائے گا۔ امر کو سب سے زیادہ اُس شخص پر مان تھا، اور اُسے یہ مان سب سے زیادہ محبوب تھا۔ وہ کبھی اُس کا مان نہیں توڑ سکتا تھا، مر کے بھی نہیں۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر

اللہ اکبر، اللہ اکبر

فجر کی نماز کے بعد امر نے پیکنگ کرنا شروع کی۔ چار الگ الگ رنگوں کے خوبصورت جوڑوں کے ساتھ ہم رنگ حجاب اُس کی پیکنگ کو اور بھی دلکش بنا رہے تھے۔ ساتھ ہی وہ ہلکی پھلکی جیولری ٹٹولنے لگی۔

ایک چھوٹا سا پاؤچ پکڑ کر اُس نے دو بریسلیٹس اور چند سادہ گلوبند رکھے۔ پھر اُس کی نظر اپنی جھمکوں کی کلیکشن پر پڑی۔ اُس کے پاس سب سے زیادہ جھمکے اور بالیاں ہی تھیں۔ حسین سے جھمکوں کی ایک جوڑی دیکھ کر اُس نے سوچا کہ یہ پہن کر جائے گی، اور پھر چند مزید چیزیں رکھ کر پاؤچ بھی تیار کر لیا۔

جوتوں کی باری آئی تو اُس نے ایک اور مِنی بیگ اُٹھایا، جس میں چُن چُن کر سنہری اور سرمئی رنگ کے نفیس سینڈلز کے ساتھ ایک کالے رنگ کی ہیل بھی رکھ لی۔ یہ ایسے رنگ تھے جو ہر لباس کے ساتھ جچ جاتے۔ اس کے علاوہ سفید رنگ کے اسنیکرز اُس نے پہننے کے لیے سائیڈ پر رکھ لیے۔

ایک گہری سانس اندر کھینچتے ہوئے اُس نے بیگ کی زِپ بند کی،اور یوں امر کی پیکنگ نہایت مہذب اور باوقار طریقے سے مکمل ہوگئی۔

صبح ساڑھے نو بجے داؤد صوفے پر بیٹھے بہت مزے سے ناشتہ کر رہا تھا۔باہر سے مہمان آئے تو ناشتہ بھی باہر سے ہی آتا ہے۔ناشتے میں کیا تھا؟ کیا یہ ہمیں بتانے کی ضرورت ہے؟ لیکن ساڑھے نو سے گیارہ بج گئے لیکن داؤد کا ابھی تک نکلنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے امر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

اے داؤی! نکل میرے گھر سے۔لم لیٹ نہیں ہو جانا تھا۔"اُس کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ" چکا تھا۔

چلتے ہیں چلتے ہیں۔کیا جلدی ہے۔۔۔"ابھی اُس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ اُڑتا" ہوا ایک جوتا اُس تک پہنچا دیا گیا تھا۔جو اُسے لگ بھی گیا کیوں کہ صوفے پر لیٹے ہوئے داؤد کے لیے یہ ایک غیر متوقع بات تھی۔اُس نے وہ جوتا زمین پر پٹخا اور اپنی عزیز پھپھو کے پاس شکایت لے کر پہنچ گیا۔خیر۔تقریباً پندرہ منٹ کی مزید خواری کے بعد داؤد اور امر گاڑی میں بیٹھ چکے تھے

اچھا امر بیٹا! کارڈ لے لیا ہے؟ میں پیسے بھجوا دیتا ہوں!" شارک صاحب کا لہجہ شفقت آمیز تھا۔

جی بابا کارڈ تو لے لیا ہے لیکن پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ کارڈ میں آپ کا ہی لیا" ہے۔" اور شوں کر کے گاڑی بھاگ گئی۔ سن گلاسز لگا کر وہ کسی ہیرو سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ اور وہ ہلکی نیلے سوٹ کے ساتھ گہرے نیلے حجاب میں ایک اپسرا الگ رہی تھی۔ کیوں کہ وہ امر تھی خاندان کی سب سے خوبصورت لڑکی اور وہ داؤد تھا لاہور کا سب سے خوبصورت لڑکا لیکن یہ خیالات جناب کے اپنے ہی تھے۔ وہ دونوں اِس سفر میں ایک دوسرے کے ساتھی تھے لیکن کیا وہ زندگی کے سفر میں ایک دوسرے کے ساتھی ہو گے؟ نہیں! وہ ہونا تو نہیں چاہتے وہ تو بس دوست ہیں بے حد عزیز دوست۔

محمد عالیان شارک میڈیکل یونیورسٹی میں پڑھتا اپنے پورے کیمپس کا لاڈلا تھا اور "دی کیوٹ بوائے" کے حوالے سے جانا جاتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سب کو کیسے مطمئین رکھنا ہے اور سب کو کیسے باتوں میں رکھا جائے۔ وہ سب کی آنکھ کا تارا تھا کیوں کہ وہ عالیان تھا "دی کیوٹ ون"۔

عالیان، ریّان اور سیماب واحد تھے جِن کی گالوں میں گڑھے پڑتے تھے ایک اور بات عالیان اور ریّان کی ایک جیسی تھی۔ ہوڈیز! وہ دونوں ہوڈیز کے دیوانے تھے۔ بلکہ وہ دونوں تو ایک جیسے ہی تھے۔

ریّان قاسم خان عالیان سے پندرہ دِن چھوٹا۔ وہ بزنس کا سٹوڈنٹ تھا اور اپنے کمال گریڈز کی بجائے اپنی شرافت کی وجہ سے مشہور تھا۔ اگر کسی دوست نے ریّان کے ساتھ شرارت کرنی ہوتی تو وہ کسی لڑکی کو اُس کے پاس بھیج دیتے اور وہ بڑے ہی مہزب انداز میں معازرت کرتا اُٹھ جاتا لیکن اُس کی نظریں ہمیشہ جھکی رہتی تھیں وہ بہت اپنے آپ میں رہنے والا کم گو شخص تھا لیکن وہ اپنوں سے نبھانا خوب جانتا تھا۔ اور جن کے ساتھ وہ کمفرٹیبل تھا اُن سے بات کرتے کبھی نہیں تھکتا تھا جانتے ہو کیوں؟ کیوں کہ وہ ریّان تھا؛ "دی ڈیسنٹ بوائے"۔

داؤد محمود خان اپنے آپ میں ایک۔۔۔۔ بس ایک! اینجینئیر داؤد صاحب اپنی یونی میں آخری سال گزارنے کو تھے اور کیا ہمیں ضرورت ہے یہ بتانے کی کہ وہ اتنا مقبول کیوں تھا؟ کیوں کہ وہ داؤد تھا "دی ہینڈسم ون" اُس کی خوبصورتی کی جو مثال دی جائے وہ کمتر ہے شاید وہ موسمِ بہار کے اُس منظر جیسا ہے جس میں رنگ برنگے پھول کِھلنا شروع کرتے ہیں یا

پھر۔۔۔یا پھر ماں جیسا حسین! ہاں ماں جیسا بھلا ماؤں سے بہتر بھی حُسن کی کوئی مثال ہو سکتی ہے؟ لیکن داؤد! اُس کی کہانی میں ماں کا کردار نہیں تھا اور تھا بھی۔داؤد محمود صاحب کی پہلی زوجہ میں سے تھا اور وہ کون تھیں کوئی نہیں جانتا۔پتا تھا تو بس یہ کہ وہ اُسے چھوڑ گئی تھیں۔ وہ اپنے بیٹے کو چھوڑ گئیں تھیں۔وہ اپنے بیٹے کو توڑ گئیں تھیں جب وہ تین سال کا تھا۔گھر والوں نے محمود صاحب کو داؤد کا واسطہ دے دے کر اُن کی دوسری شادی کروادی اور وہ واپس آ گئیں میرب کی صورت میں۔پہلی بار داؤد کو ایک عورت کا پیار ملا تھا پہلی بار اُس کی گال کو نرم ہتھیلیوں سے چھوا گیا تھا اور پہلی بار ہی اُسے اُس کی ماں نے بوسہ دیا تھا۔ہاں اُس کی ماں! داؤد کی ماں میرب ہی تھیں اُنہیں ہی اُس کی ماں ہونا تھا۔وہ داؤد تھا محمود اور میرب کا بیٹا اور اُس کی تین بہنیں تھیں محمود اور میرب کی بیٹیاں۔ایک بار کسی نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے میرب سے بات کی کہ انہیں کوئی بیٹا نہیں اور جواب میں انہوں نے داؤد کو بلایا اور کہا کہ اِس سے ملیں یہ ہے داؤد میرا بڑا بیٹا میری بیٹیاں اِس سے چھوٹی ہیں اور یہ اُن سے پہلے ہے۔ہاں داؤد میرب کے لیے اُن سے پہلے تھے تو کیسے نا ہوا وہ میرب کا بیٹا۔

اب بات کرتے ہیں امر کی۔وہ سائیکیٹرسٹ تھی آہاں یا پھر یہ کہنا بہتر ہو گا کہ وہ ایک "اَن پیڈ تھیراپسٹ" تھی۔ہماری پیاری سی امر فاطمہ! کسی جگہ اگر سو لڑکیاں بھی کھڑی ہو جائیں

تو اُسے اُن میں سے بھی پہچانا جاسکتا ہے کیوں کہ وہ منفرد تھی۔اُس کی تشبیہ کے لیے ہمیں رات کا آسمان دیکھنا پڑے کیوں کہ اُس میں موجود روشن تاروں میں چھپا ہوا چاند ہے امر فاطمہ جو سب سے پیارا ہے اور سب سے منفرد بھی لیکن ایک خاص بات اُس میں یہ بھی ہے کہ وہ کسی کو بُرا نہیں لگتا کیوں کہ چاند ہے کیوں کہ وہ امر ہے یا شاید ہمیں ایک باغ میں جانا پڑے جس میں لاکھوں لال گلاب کے پھول ہیں اور اُن میں صرف ایک سفید پھول سب سے الگ اور سب سے شفاف بغیر کسی داغ کے بغیر کسی دھبے کے اتنی ممتاز اور غیر معمولی کہ سب کی نظر اُس طرف ہی جائے اور سب اُس کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ دیکھو یہ لڑکی کتنی پیاری ہے اور اُس کے لہجے کا ٹھراؤ دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ دیکھو یہ لڑکی کتنی میٹھی ہے۔اُس کے اب سے اہم کیا تھا؟اُس کے دوست! یہ اُس کی خاص سیکرٹ ٹرِک تھی اُسے جو عزیز ہوتا وہ اُس سے دوستی کر لیتی۔ جانتے ہو اُس کے بہترین دوستوں کی فہرست کیا تھی؟ شارک، سدرہ، مریم، عالیان، ریّان، داؤد اور بھی بہت سے لوگ سب کا الگ الگ مقام تھا لیکن داؤد؟ داؤد تو اُسے سب سے عزیز تھا۔اور وہ داؤد کو سب سے زیادہ عزیز تھی لیکن اُن میں بس دوستی ہی تھی۔دوستی کے بھی پیمانے ہوتے ہیں دوست سب سے قریب ہوتے ہیں لیکن ہر دوست کی اپنی اپنی جگہ ہوتی ہے۔کسی کے ساتھ ہنسنے میں مزہ آتا

ہے تو کسی کے ساتھ کھانے میں، کسی کے ساتھ چغلیاں کرنا اچھا لگتا ہے تو کسی کے ساتھ دکھ بانٹ کر دِل کا بوجھ ہلکا کرنا، کسی کے ساتھ مزاح کرنا اچھا لگتا ہے تو کسی کو اپنے قصّے سنانا۔ ہر دوست کا ایک مقام ہوتا ہے۔ ہر دوست کا ایک کونہ ہوتا ہے۔ دوستی کسی سے بھی کی جا سکتی ہے مگر دوست کوئی کوئی ہوتا ہے۔ جسے زیادہ زیادہ یاد کیا جائے؟ آہاں! جو کبھی بھولا ہی نا جائے۔ امر فاطمہ سب کی دوست تھی مگر کیا اُس کا کوئی دوست تھا

"ویسے کہنا تو نہیں چاہیے لیکن تمہارے پاس اپنا کچھ ہے کہ نہیں؟ یہ جھمکے جو تمہارے سکارف میں سے جھانک رہے ہیں یہ میں نے دیے، یہ جوڑا تمہیں خالہ مریم نے دیا، یہ حکاب تمہاری کسی سہیلی کا کارنامہ ہے اور تو اور یہ شوز جو تم نے پہنے ہیں یہ بھی میں نے دیے۔۔۔" وہ اُن جوتوں کی بات کر رہا تھا جن کے پیچھے مکمل روایت اور کہانی پوشیدہ تھی۔ پچھلے بار وہ چاروں جب شاپنگ کرنے گئے تھے تو انہوں نے ایک سی قیمت والے جوتے اپنے اپنے لیے پسند کیے اور ایک دوسرے کا نام لگا کر اُس کی قیمت ادا کی۔ جیسے عالیان اور ریّان کے جوتے پینتس سو کے تھے تو انہوں نے ایک دوسرے کے پینتس سو ادا کیے اور یہی امر

اور داؤد نے بھی کیا۔یہ اُن کی روایت تھی ایک دوسرے کو تحفہ دینا مگر ایسے کہ خود بھی فوراً اُس کا بدلہ لے لینا۔نا ہی اِس سودے میں منافع تھا اور نا ہی گھاٹا۔ماننا پڑے گا عقلمند تو بہت تھے وہ چاروں۔

"ای ہی ہی ہی! اور سن گلاسز جو تم میرے بھائی کی اُٹھا کر لائے ہو اور جو یہ سفید سویٹشرٹ جس کو پہن کے تم زیبرا لگنے کے باوجود خود کو ہیرو سمجھ رہے ہو وہ بھی یانی نے ہی تمہیں دی تھی۔ہاہ! آیا بڑا!"آخر میں سر کو جھٹکا دیتے ہوئے بغیر کسی دیری کے جواب اُس کے منہ پر مار دیا گیا تھا۔

"اوہ ہو تو یہ مجھے تحفے ملے تھے۔"

"اور میں سب سے چھین کے بھاگی تھی؟"اُس کا لہجہ تنزیہ تھا۔

"تمہاری ہر بات میں یا تو کوئی تنز چھپا ہوتا ہے یا کوئی جُگت۔ہر بات کا اُلٹا جواب دینا آخر تمہیں سِکھا کون رہا ہے؟"

"مسٹر داؤد محمود صاحب!"

"میں داؤدی ہوں!"اُس کا انداز سنجیدہ مگر سادہ تھا۔

اچھا یار داؤدی! اب مجھے تنگ نہیں کرنا میں کام کرنے لگی ہوں. لیپ ٹاپ اُس کی گود میں" آگے ہی پڑا تھا۔

"لائیسنس لائی ہو نا اپنا؟ سارا رستہ میں نہیں ڈرائیو کرنے والا. "

ہاں ہاں ٹھیک ہے." ساتھ ہی ائیر پوڈز بھی کانوں میں اڑسنے لگی تا کہ لوگوں کی آواز داؤد" تک نا پہنچے اور وہ پُر سکون ہو کر گاڑی چلائے۔ یا شاید لوگوں کی آواز داؤد تک نا پہنچے اور وہ اُن کے رازوں کی ہر طرف سے حفاظت کر لے۔

اُس کے لیپ ٹاپ پر کوئی کاونٹ ڈاؤن شروع ہونے لگا۔

"پانچ"

لاہور کی ٹھنڈی جو شیلی ہوائیں گاڑی کے شیشوں سے جھانک کر تازگی کا بھرپور احساس دِلا رہی تھیں۔

"چار"

داؤد سر نفی میں ہلا رہا تھا کیوں کہ وہ سمجھ چکا تھا کہ اب کم از کم دو گھنٹے کے لیے یہ یہاں سے غائب ہو چکی ہے۔

"تین"

ہر بار کی طرح وہ تھوڑی نروس تھی لیکن اِس بار اُسے کوئی ڈر نہیں تھا کہ کوئی دیکھ نا لے، کوئی پکڑ نا لے یا کوئی پوچھ نا لے۔اِس بار داؤد اُس کے ساتھ اور وہ؟ وہ تو جانتا تھا

"دو"

ہاں وہ امر تھی سب سے الگ ایک شفاف سفید پھول۔سب کی دوست اور دوستوں کے لیے کچھ بھی، کبھی بھی، کیسے بھی اور کہیں بھی۔

"ایک"

آنکھیں بند کر کے ایک گہرا سانس اُس نے اپنے اندر کھینچا اور لاہور کی پُر جوش ہواؤں نے اپنی تازگی اور ہمت اُس کے حوالے کر دی۔وہ امر تھی دی "آن پیڈ تھیرا پِسٹ"۔

سکرین پر ایک نام جگمگایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"حِراو قاس"

۔اور اُس نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں

۔اسلامُ علیکم!"پُراعتماد آواز کے ساتھ امر نے بات چیت شروع کی"

وعلیکم اسلام!" یہ نسوانی آواز کسی ٹین ایجر بچی کی تھی۔ حرا کی آواز تھکاوٹ اور الجھن کا" ۔آئینہ تھی۔اور اس کے ذہنی دباؤ کی عکاسی کر رہے تھے

جی حِرا بتائیں! آج میری ضرورت کیوں کر پیش آئی. "اپنایت بھری آواز میں امر نے اپنا" ۔سِحر پھونکنا شروع کر دیا تھا

ڈاکٹر، مجھے لگ رہا ہے میں فیل ہو جاؤں گی۔" حرا کی آواز کانپ رہی تھی۔"میں جتنا پڑھتی" جارہی ہوں، اتنا ہی دماغ سن ہوتا جارہا ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا، کچھ یاد نہیں رہتا۔ میں تھک "۔گئی ہوں

امر فاطمہ نے سکون سے مسکرا کر سکرین کی طرف دیکھا، وہ حِرا کے حالات اور معاملات سمجھ ۔چُکی تھی

"۔حرا، ذرا ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کرو اور گہری سانس لو"

حرا نے بے بسی سے ایک لمبی سانس لی اور آنکھیں موند لیں۔

"اب مجھے بتاؤ۔ کیا پڑھ رہی ہو؟"

"آئی سی ایس- سیکنڈ ائیر کی سٹوڈنٹ ہوں."

"ویری گُڈ! فرسٹ ائیر میں کتنے مارکس آئے تھے؟" ساتھ ساتھ وہ اپنے فون پر کچھ لکھ رہی تھی۔

"90 percent"

"اِس بار کتنے چاہیے؟"

"Atleast 95%"

"بہت خوب! اب خود کو ایک سال بعد تصور کرو۔ امتحانات ختم ہو چکے ہیں، نتیجہ آ چکا ہے، اور تم 96% نمبرز کے ساتھ کامیاب ہو چکی ہو۔ کیسا محسوس ہو رہا ہے؟" امر کی آواز میں ٹھہراؤ تھا۔

"بہت اچھی فیلنگ ہے، جیسے میرا بوجھ ہلکا ہو گیا ہو۔" حِرا نے آہستہ سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بالکل! حِرا یاد رکھو، کامیابی صرف نتیجے کا نام نہیں، یہ اُس سفر کا حصہ ہے جس پر تم ابھی چل رہی ہو۔ تم نے جتنا سیکھا اور کتنی محنت کی یہی حقیقتاً معانی رکھتا ہے یہی اصل جیت ہے۔"

امر کی آنکھوں میں حوصلہ تھا۔

حرا نے سر جھکا لیا۔ "مگر کیا ہوگا اگر میں واقعی فیل ہو گئی؟"

"ہاں بتاؤ کیا ہوگا؟" چند سیکنڈز کے وقفے کے بعد اُس نے پھر بولنا شروع کیا۔

"اگر تم فیل ہو گئی تو کیا؟ کیا دنیا رُک جائے گی؟ کیا تمہاری حیثیت، تمہاری پہچان، تمہارا ایمان سب ختم ہو جائے گا؟ نہیں، حِرا! فیل ہونے کا خوف دراصل تمہیں آگے بڑھنے سے روک رہا ہے۔ فیل ہونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ ہم سب غلطیاں کرتے ہیں، مگر اصل بات یہ ہے کہ ہم ان سے کیا سیکھتے ہیں۔"

حرا نے آہستہ سے سر ہلایا۔ "تو پھر میں کیا کروں؟"

"پہلا قدم، خود پر اعتماد رکھو۔ خود پر رحم کرو۔ اپنے دماغ کو مشین مت سمجھو بلکہ اُسے پُر سکون کرو۔ دماغی سکون کو سب سے پہلے رکھو۔ روزانہ کچھ وقت اپنے لیے نکالو——نماز، تھوڑی سی واک، یا کوئی بھی چیز جو تمہیں خوشی دے۔ دوسرا، ایک اسمارٹ اسٹڈی پلان بناؤ،

بے مقصد خود کو تھکانے کے بجائے مؤثر طریقے سے پڑھو۔اپنی نیند پوری کرو، وقت پر کھانا کھاؤ، خود کو کمفر ٹیبل کرو۔پڑھائی کو خود پر سوار ہر گزمت کرو بلکہ اُسے خوشی سے پڑھو۔اور تیسرا، اللہ پر بھروسہ رکھو۔کوشش تمہارے ہاتھ میں ہے، نتیجہ اُس کے ہاتھ میں "۔

حرا کے چہرے پر پہلی بار سکون کی جھلک آئی۔"تم ٹھیک کہہ رہی ہو... شاید میں خود پر بہت سختی کر رہی ہوں "۔

امر نے مسکرا کر کہا، "بالکل! اور یاد رکھو، تم صرف نمبر نہیں ہو، تمہاری محنت، تمہاری نیت، تمہاری شخصیت سب کچھ اس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔نائینٹی فائیو پرسنٹ مارکس صرف تمہارا ایک گول ہے جو تم نے خود کو دیا ہے۔اگر نا بھی حاصل ہوا تو تمہارے پاس بہت سے مواقع ہیں۔اِسے اپنی زندگی کا مقصد مت بناؤ۔اپنے پاس کم از کم تین سے چار بیک اپ پلینز رکھو اگر 90% نا رکس آئے تو یہ اگر 80% آئے تو یہ اگر 70% آئے تو یہ وغیرہ وغیرہ۔اس سے تمہیں ذہنی طور پر کچھ تسلی ہوگی کہ تمہارے پاس بہت سے اوپشنز ہیں۔بس 95% ضروری نہیں "۔

حرا نے ایک گہری سانس لی اور پہلی بار دل سے مسکرائی۔ "شکریہ، امر۔ آج واقعی میں کچھ بہتر محسوس کر رہی ہوں۔"

امر نے نرمی سے سر ہلایا۔ "ہمیشہ یاد رکھو، تم اس سے زیادہ مضبوط ہو جتنا تم سمجھتی ہو۔ اور تمہارا کوئی مقابلہ نہیں کیوں کہ تم حِرا ہو اور تم جیسا کوئی نہیں۔ جو تم کر سکتی ہو وہ کوئی نہیں کر سکتا اور تم سب کر سکتی ہو۔"

اِسی طرح مزید دو لوگوں سے بات کرنے کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد امر نے کانوں سے آلہ نکال لیا تھا۔ آنکھیں موند کر اُس نے سر سیٹ کے ساتھ لگا لیا، ایک گہری سانس لی اور امر اپنی اصل حالت میں واپس آچکی تھی۔

داؤدی ہم کہاں پہنچے ہیں؟" آنکھیں موندے ہی اُس نے داؤد سے سوال کیا۔ مگر کوئی" جواب موسول نا ہوا۔ آنکھیں کھول کر جب اُس نے دیکھا تو داؤد اپنی جگہ پر نہیں تھا بلکہ داؤد گاڑی میں ہی نہیں تھا۔

بھوکا۔ "اُس نے منہ بُسیر کر بڑبڑایا۔ کچھ منٹوں بعد داؤد ایک خاکی لفافہ پکڑے واپس آگیا۔" اُس کے منہ میں دو فرینچ فرائیز آدھے باہر کو جھانک رہے تھے۔ پیچھے ایک لڑکا مخصوص

ریستورانٹ کی وردی پہنے ہاتھ میں دو گلاس پکڑ کر کھڑا تھا۔ داؤد نے لفافہ امر کو پکڑایا اور کولڈ ڈرنکس کے گلاس پکڑتے ہوئے اُس لڑکے کا شکریہ ادا کیا۔

"شرم تو نہیں آتی؟" امر کا لہجہ سادہ مگر شکایت بھرا تھا۔

"جی نہیں! تین بار بلایا تھا تمہیں اب اتنا بھی کیا بندہ کام میں مگن ہو جاتا ہے۔" وہ مزے سے برگر کھاتے ہوئے بولا۔

"ہاں تو میں بات کر رہی تھی۔" امر بھی کولڈ ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے اپنا دفاع کرنے لگی۔

کھانا کھانے کے بعد گاڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی لیکن اِس بار ڈرائیونگ سیٹ پر امر تھی۔ اور وہ سکون سے اپنے فون میں مگن تھا۔ آخر کار آدھے گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد وہ گجرانوالہ پہنچ چکے تھے۔ ریّان کے گھر کے سامنے اُن کی گاڑی ہارن دے رہی تھی، ایک ایسی محل نما حویلی جسے دیکھ کر ہر کسی کو وہاں کے مکینوں کی قسمت پر رشک آئے۔ وہ اپنی منزل کو پہنچ چکے تھے؛ وہ قصرِ قاسم پہنچ چکے تھے۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842